بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون

اور چاہئے کہ تم میں سے ایک گروہ ہو جو نیکی کی طرف بلاوے اور بھلائی کا حکم کرے اور بدی سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں

رسالہ تشحیذ الاذہان

جلد (۲) نمبر (۱)

ایڈیٹر صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

باہتمام مینیجر رسالہ تشحیذ الاذہان ۱۰ فروری ۱۹۰۷ء کو قادیان دارالامان سے شایع ہوا

رویا والہامات (حضرت مسیح موعودؑ)

جنوری ۱۹۰۷ء کی صبح کو حضور نے تین چار روز کے الہام اور خواب سنائے

(۱) سأکرمک من بعد توہینک — سأریک ما عجبًا وکان اللّٰہ علٰی کل شیءٍ مقتدرًا۔

ترجمہ۔ عنقریب میں تیری عجیب عزت ظاہر کرونگا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔

شریف احمد کو خواب میں دیکھا کہ اُس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے۔ اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ وہ بادشاہ آیا۔ دوسرے نے کہا کہ ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے۔ فقط فرمایا۔ قاضی حکم کو بھی کہتے ہیں قاضی وہ ہے جو تائید حق کرے اور باطل کو رد کرے۔

۲۲- جنوری ۱۹۰۷ء - ۱- انما یرید اللّٰہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا- ترجمہ۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ اے اہل بیت تم میں سے ناپاکی کو دور کردے اور تمہیں پاک کرے اور مطہر بنائے۔ اس وحی کے بعد میں کسی کو آواز مار کر اس طرح سے پکارتا ہوں۔ فتح - فتح - گویا کہ اس کا نام ہے - ۲۳ جنوری ۱۹۰۷ء۔ اِنّی انا الرحمٰن دافع عنک سوء الاقدار- ترجمہ تحقیق میں رحمان ہوں۔ میں بُری قضا و قدر تجھ سے پھیر دونگا یعنی بعض بلائیں جو مقدر ہیں وہ ظہور میں نہیں آئینگی۔

یکم فروری ۱۹۰۷ء - ۱- روشن نشان۔ ۲- ہماری فتح ہوئی۔ ۳ فروری ۱۹۰۷ء۔ ۱- انما یرید اللّٰہ لیذہب عنکم الیبس- ۲ الحق بشیعۃ موسٰی - ورضی اللّٰہ بہٖ قولا ۳- انما یرید اللّٰہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا- خدا تعالیٰ نے تمہاری آسانی اور آرام کا ارادہ کیا ہے۔ اس شخص یا ان اشخاص کو موسٰی کے خاص گروہ یعنی اس عاجز کے گروہ میں داخل کردیا گیا اور اللہ تعالیٰ اس سے بموجب اُس کے قول کے راضی ہوا۔ اے اہل بیت خدا نے یہ ارادہ کیا ہے کہ تمہاری پلیدی دور کردے اور تمہیں پاک کرے جیسا کہ حق ہے پاک کرنیکا۔ ۷ فروری ۱۹۰۷ء۔ خواب میں دیکھا کہ ایک غار ہے اور اسمیں سے ایک اژدہا نکلا ہے اور ام المومنین نے اسکی ایک ٹانگ کاٹ دی (خواب میں اژدہا کی ٹانگیں بھی معلوم ہوتی ہیں جیسا کہ ہاتھی کی) اور پھر خود حضرت صاحب نے اسکا ایک بڑا حصہ ٹانگ سمیت کاٹ دیا ہے اور اسکا دھڑ قریبًا بیجان رہ گیا ہے اتنے میں دیکھا کہ ڈاکٹر عبد اللہ صاحب نو مسلم مسکراتے ہوئے آئے ہیں اور انہوں نے پاس آکر کہا کہ تار آئی ہے وہ پل ٹوٹ گئی پوچھا کہ کہاں سے تو کہا معلوم نہیں مگر یہ جواب کے لیے ہے۔ ۸ فروری ۱۹۰۷ء۔ العید الاخرٰی تنال منہ فتحًا عظیمًا ۲۔ زندگی کا آرام ہوگا یعنی زندگی سے ۹ فروری ۱۹۰۷ء۔ صد لغتیب پر رحم کیا ہے - رحمک اللّٰہ - انک انت الاعلٰی - امید ہماری ہر ایک ہمارے سے غیر وفا ہے - ان اللّٰہ مع الابرار - انت من الابرار - تمام دنیا کے لئے ایک۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دکن سے ایک راستی پسند مسلمان کی آواز

اور

اُس پر ایک محققانہ نظر

اِس وقت آریہ مسافر میگزین بابت ماہ اکتوبر ۱۹۰۶ء میرے سامنے پڑا ہوا ہے جس کے صفحہ ۶۹ پر اِس سرخی کا ایک مضمون شائع ہوا ہے کہ "دکن سے ایک راستی پسند مسلمان کی آواز" اس سرخی نے مجھے تعجب میں ڈال دیا - اور پھر خیال آیا کہ جس مسلمان کا نام آریہ مسافر راستی پسند رکھتا ہے کیا وہ یقیناً مسلمان ہے کیونکہ جو شخص اسلام کے اصول کا کامل طور سے پابند ہوتا ہے وہی مسلمان کہلانے کا حقدار ہوتا ہے اور جس شخص کے دل میں تھوڑی دیر کے لئے بھی یہ فیصلہ ہو جاوے کہ اسلام سے فلاں مذہب سچا ہے وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے - یہ میری سمجھ میں نہیں آسکتا کہ ایک شخص آریہ مسافر کے اصولوں کو قابل اطاعت سمجھے اور اسلام کو اُسکے مقابلہ میں ہیچ تو وہ کس طرح مسلمان رہ سکتا ہے - کیا یہ ممکن ہے کہ ایک آریہ دل سے یہ تسلیم کرے کہ اسلام ہی اچھا مذہب ہے اور اسکو اپنی تحریروں میں بھی شائع کرے تو پھر بھی وہ ایک سچا آریہ کہلانے کا مستحق ہو - کون نہیں جانتا کہ جو شخص جس مذہب کو سچا تسلیم کرتا ہے وہ اسی مذہب میں سے ہوتا ہے - میں یہ نہیں کہتا کہ اس اسلامی نام کے پردہ میں کوئی ہندو پوشیدہ ہے یا یہ کہ راقم مضمون پہلے مسلمان تھا اور اب آریہ ہو گیا ہے بلکہ میرا یہ مطلب ہے کہ وہ حقیقی طور پر مسلمان نہیں - خیر میں اِس بحث کو جس سے مجھ کو کوئی سروکار نہیں چھوڑ کر اصل مضمون کیطرف رجوع کرتا ہوں ٭

شروع میں آپ فرماتے ہیں :- "اے معزز ناظرین با تمکین یہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے ہمارے

بزرگ اس گیتی ناپایدار سے گزر گئے .... ہمیں اسلئے یہی زیبا ہے کہ اسکی قدر کرین" مین راقم مضمون سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہون کہ ہمارے بزرگ جو اس زمانہ کا انتظار کرتے ہوئے گذر گئے ہیں تو وہ کس وجہ سے اس زمانہ کا انتظار کرتے تھے کہ اس غرض کیلئے کہ اس زمانہ میں گناہوں کی کثرت اور طرح طرحکی بدیون کا طوفان بپا ہے یا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ایسے پر شر زمانہ کو دیکھ کر اپنی طرف سے ایک ایسا شخص منتخب کریگا جو لوگوں کو پھر ہدایت کے راستہ پر ڈالیگا۔ جہان تک میرا خیال ہے راقم مضمون یہان تک تو مجھ سے ضرور اتفاق کرینگے کہ ہمارے بزرگ اسلئے اس زمانہ کا انتظار کرتے تھے کہ یہ ہدایت و روشنی کا زمانہ ہے اس کے بعد میرا یہ سوال ہے کہ کس طرح آپ نے فرمادیا کہ آریہ مذہب کا انتظار کرتے تھے۔ میرے خیال میں تو یہ آریہ مذہب اس وقت بھی تھا بلکہ آپ کے نزدیک تو ہم سب کے بزرگ آریہ ہی تھے۔ تو کیا جو آریہ کا انتظار کرتے ہوئے مرگئے وہ اس وقت آریہ اگر نہ ہو سکتے تھے نہیں وہ ضرور ہو سکتے تھے۔ ہان یہ بات کہ اس وقت تک باوا دیانند صاحب اس جون میں تشریف نہ لائے تھے اسلئے اس مذہب کی حالت اس قابل نہ تھی کہ اُسے قبول کیا جائے۔ اور اگر ہمارے بزرگ اُس کی ترقی کا انتظار کرتے تھے تو میں کہون گا کہ جس طرح باوا صاحب نے اس مذہب کو ترقی بخشی کیا اگر ان لوگون کی اس مذہب کو اختیار کرنے کی خواہش ہوتی تو وہ کچھ نہ کر سکتے تھے اگر نہ کر سکتے تھے تو کم از کم کوشش ہی کی ہوتی جب انہون نے اس طرف خیال ہی نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ وہ کسی اور چیز کے انتظار میں تھے نہ کہ آریہ مذہب کے اور دوسرے ہمارے بزرگ تو اس مذہب کی تب خواہش کرتے جبکہ ان کو معلوم ہوتا کہ کسی زمانہ مین ایک ایسا مذہب ظہور کرنیوالا ہے اور یہ بات اُن کو صرف ایک طریق سے معلوم ہو سکتی تھی یعنے الہام سے مگر چونکہ آریہ مذہب کے رو سے جسکی تائید کے لئے راقم مضمون کھڑا ہوا ہے یہ بات ناممکن ہے کیونکر ان لوگون کو یہ معلوم ہوا کہ فلان زمانہ مین ایک ایسا مذہب پیدا ہونیوالا ہے۔

اب رہی یہ بات کہ وہ کونسی چیز تھی۔ سو آج کل جتنے مذاہب مذہبی دنگل میں قدم مارتے ہین وہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں کوئی ایسا شخص پیدا ہوگا جو مذہب اور شریعت کا حکم چارون طرف جاری کریگا اور نانک مت اور دیگر ہر قسم کی تاریکیون کو دور کریگا۔ چنانچہ مسلمان ایک مہدی کے منتظر ہیں۔ عیسائی مسیح کی آمد ثانی کے یہودی بھی الیاس نبی کے آسمان پر سے اترنے کے اور پھر مسیح کی آمد اول کے۔ ہندو کلنک اوتار کے اور اسی طرح بدھ مذہب والے بدھ کیلئے چشم براہ ہین۔ غرض کہ

ہر مذہب والا اپنے مذہب کے مطابق اس آنیوالے کا نام رکھتا ہے عجیب بات یہ ہے کہ ہر ایک یہی زمانہ اسکے لئے مقرر کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بالآخر خدا تعالیٰ اپنی طرف سے ایک ایسے شخص کو ظاہر کریگا جو دین حق کو تمام ملل باطلہ پر غالب کر دیگا اس لئے اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ آیا ہمارے اِس زمانہ مین جسکا تمام بزرگ انتظار کرتے ہوی اس جہان فانی سے کوچ کر گئے کوئی شخص ایسا بھی موجود ہے جس نے یہ دعوی کیا ہو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس زمانہ کیلئے مصلح ہو کر آیا ہوں ٭

غور کرکے دیکھو تو معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں ایک شخص موجود ہے جس نے بڑے زور سے یہ کہا اور لکھا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے مصلح بنا کر بھیجا ہے جب ہم اور ہمارے بزرگ زمانہ بعید سے اس کا انتظار کر رہے تھے اور وہ ہماری امید کے مطابق ظاہر ہوا تو کیا ہمکو نہین چاہیئے تھا کہ بلا کسی دلیل و ثبوت کے اسکو تسلیم کرتے ۔ ہم پر اس رب العالمین کا کیا ہی فضل ہے کہ اس کا مرسل صرف ہم سے یہی نہین کہتا کہ مین تمہارے عقیدون کے مطابق اس زمانہ مین ظاہر ہوا ہون بلکہ وہ تو اپنے دلایل بھی ساتھ رکھتا ہے ۔ اس کے پاس ہزارہا ایسے کھلے اور روشن نشانات ہین کہ اگر چشم بصیرت سے دیکھو تو چاند اور سورج کی روشنی اُن کے آگے ماند ہے اور جن کے بیان کرنے کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہے ۔ پھر بھی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمت ربی کی شرط ساتھ ہی تاہم اونہون نے کسیقدر اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں درج فرما دیئے ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب شائع ہوگی ۔ جب ان کے نشانات اس وسعت سے ہین تو کس کی طاقت کہ ان کو تحریر میں مقید کر سکے اس لئے مین یہان پر صرف ایک یا دو پر ہی کفایت کرون گا تاکہ جو عقلمند ہون اُن کو غور کرنے کا موقعہ مل سکے ٭

اول ۔ جب آپ تنہائی میں رہا کرتے تھے اور کوئی شخص بھی آپ کو نہ جانتا تھا تو آپ کو الہام ہوا یأتون من کل فج عمیق ۔ و یاتیک من کل فج عمیق یعنے دور دور سے تیرے پاس لوگ آئین گے اور اپنے کھانے پینے کا سامان بھی ساتھ لائین گے ۔ اب غور کرو کہ کس طرح یہہ نشان ہر روز پورا ہوتا ہے ۔ ترک ۔ عرب ۔ اسٹریلین غرضیکہ ایسی ایسی دور کے رہنے والے جن کے دیکھنے کی ہم کبھی امید نہ کر سکتے تھے ہمنے اس چھوٹے سے گانون مین جسکو کوئی جانتا بھی نہ تھا اپنی آنکھون

سے دیکھے۔ کیا کوئی کہ سکتا ہے کہ اس شخص کی بعثت سے پہلے بھی اسطرح یہاں لوگ آیا کرتے تھے۔ نہیں ہرگز ہرگز کوئی شخص بھی یہ نہیں کہ سکتا اور باوجود مخالفین کو مقابلہ میں للکارنے کے وہ اسباب کے ثبوت دینے کے لئے میدان میں نہیں آسکے۔ یہانتک کہ خود آریہ سماج کے وہ پرجوش ممبر جو خاص قادیان میں رہتے ہیں اور جو کہ بچپن سے حضرت مسیح موعودؑ سے واقف ہیں اسبات کو جھٹلا نہیں سکتے کہ قادیان اسوقت ایک گمنام گاؤں تھا اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ ایک دن یہ پنجاب کے ایک گوشہ میں پڑا ہوا گاؤں خدا کے ایک برگزیدہ نبی کے مسکن کے طور پر تمام روئے زمین پر شہرۃ حاصل کریگا۔ اور دور دراز ملکوں سے لوگ اس گمنام گاؤں کی زیارت کے لئے آئیں گے مگر وہ خدا جو زمین و آسمان کے اور کل مخلوقات کے بھیدوں سے واقف ہے اسبات کا ارادہ کرچکا تھا اور آج سے بیس برس پہلے اپنے بندوں کو اسبات کی اطلاع دیچکا تھا۔ کہ آج تو تو اس گمنامی اور کس مپرسی کیحالت میں ہے مگر چونکہ تونے میرے لئے تنہائی کو پسند کیا۔ اور میری خوشی کے لئے اپنی خواہشات کو ترک کردیا اور جو کچھ میں نے کہا اُسپر عمل کیا اس لئے میں اس گمنامی کے بدلہ تجھکو عزت اور شہرت دونگا اور اس نفس کشی کے بدلہ میں تیری خواہشات کو پورا کرونگا۔ اور چونکہ تونے میرا کہنا مانا میں تیری دعاؤں کو سنونگا۔ پس کیا یہ ایسا معجزہ نہیں جسکو لاکھوں آریوں نے دیکھا۔

(۲) آریہ صاحبان ۶ مارچ کے دن کو یاد کریں جو کبھی بھی انکی تاریخ سے مٹ نہیں سکتا کیونکہ انہیں اس شخص کیطرف سے آریوں پر حجت قائم ہوئی۔ کیا اُسدن سے پانچ برس پہلے نہ بتایا گیا تھا کہ فلان روز اور فلاں وقت یہ حادثہ ہوگا۔ کیا نہ کہا تھا ۔ ع

الا اے دشمن نادان و بے راہ — بترس از تیغ بران محمدؐ

پھر کون نہیں جانتا کہ یہ پیشگوئی کس شد و مد سے پوری ہوئی۔ اور لیکھرام نے اپنی جان آریوں پر قربان کی جب وہ زمانہ آگیا ہے جس کے دیکھنے کے آپکے بزرگ بھی منتظر تھے۔ اور ایسے زمانہ میں ایک شخص نے دعویٰ بھی کیا ہے۔ کہ میں خداتعالیٰ کیطرف سے ہوں اور اس نے اپنی سچائی کے لئے ہزارہا نشان بھی دکھائے ہیں تو کیا اب یہ ہم کو ضروری نہیں کہ ہم ایسے شخص کو قبول کریں یا کم سے کم ایک پاکدل کے ساتھ اسبارہ میں تحقیق و تدقیق ہی کریں

آگے چلکر مضمون نگار صاحب فرماتے ہیں۔ آپ اسبات سے واقف ہونگے کہ عرصہ سے ایک مقدس جماعت یعنے۔ آریہ سماج اس ویدک دہرم کو جو ابتدائے آفرینش میں برائے بہبودی خلایق اللہ جل شانہ نے بذریعہ الہام اپنے مقدس و مطہر و معصوم رشیوں پر نازل فرمایا تھا۔ کسقدر سرگرمی سے از سرنو چار دانگ میں پھیلانیکی کوشش کر رہی ہے۔ میں صاحب مضمون سے دریافت کرونگا کہ کس حیثیت سے مقدس جماعت ہے۔ کیا اس لئے کہ وہ دوسرے مذاہب والوں کو گالیاں دینے میں اول نمبر پر ہے۔ اگر آپ ان گالیوں کا ثبوت چاہیں۔ تو میں انکو اخباروں سے نکال کر دکھاؤنگا۔ کہ سب سے زیادہ بکواس کرنیوالی کونسی قوم ہے۔ یا کیا وہ اس حیثیت سے مقدس جماعت ہے کہ زیادہ نیک اعمال کرتی ہے کیونکہ نیوگ جیسے پاک کلام کی اس مقدس جماعت نے بنیاد رکھی ہے یا کیا اسلئے کہ وہ دیانندی اصولوں پر خوب عمل کرتی ہے۔ ہمارے ایک دوست ماسٹر عبدالرحمن صاحب نے ایک اشتہار انعامی ۹۹۰ روپے کا دیا تھا۔ جسکا یہ مطلب تھا کہ اگر کوئی باوا دیانند کے مقرر شدہ اصولوں کے مطابق اپنے آپکو آریہ ثابت کردے تو اسکو یہ انعام دیا جائیگا۔ آریہ پارٹی کے طرفدار اس خبر کو افسوس سے پڑھیں گے کہ آج تک ایک شخص بھی پبلک کے سامنے پیش نہیں ہوسکا جو اپنے آپ کو پکا آریہ ثابت کرے اگرچہ اشتہار کو شائع ہوئے ۸ ماہ کے قریب ہوگئے اس انعام کی میعاد چھ ماہ کی تھی جو ختم ہوگئی ہے۔ اگر اب بھی کوئی اپنے آپکو آریہ ثابت کرسکتا ہے تو کرے ہم پھر اس اشتہار کی میعاد میں ایزادی کرکے اسکی مدت کو یکم مارچ تک مقرر کرتے ہیں اگر کوئی آریہ ہے تو نکلے۔ جب عملی طور پر کوئی آریہ ہی نہیں۔ تو فضول باتوں کے کیا معنے۔ جبتک عمل نہ ہو۔ مسلمان۔ عیسائی۔ آریہ۔ خاکروب سب برابر ہیں۔ عمل ایک ایسی چیز ہے کہ جو دو انسانوں میں تمیز پیدا کرتی ہے۔ اب آپ خود بتائیں کہ کس لئے آپ اسکو مقدس جماعت کہتے ہیں دوسری بات جو آپنے مندرجہ بالا فقرہ میں کہی ہے وہ یہ ہے کہ ویدک دہرم ابتدائے آفرینش میں برائے بہبودی خلایق اللہ جل شانہ نے بذریعہ الہام اپنے مقدس و مطہر و معصوم رشیوں پر نازل فرمایا تھا اگر میں اسبات کا کوئی ثبوت طلب کروں کہ کیا رشی دنیا پر تھے بھی یا نہیں یا یہ کہ وہ چار تھے یا کم و زیادہ۔ یا کہ ابتدائے آفرینش میں ہوئے یا وسط میں یا یہ کہ انکو

الہام ہوا تھا کہ نہیں تو جہانتک میں خیال کرتا ہوں آپ اس کا کوئی ثبوت نہ دے سکیں گے سوائے اس کے کہ یہ کہدیں کہ آریوں کی کتابوں میں لکھا ہے کوئی تاریخ ہمیں گواہی نہیں دے سکتی اور نہ اُسوقت کی کوئی تاریخ ہے معمولی ہسٹریوں سے جو مدرسوں میں پڑہائیجاتی ہیں یہ ثابت ہوتا ہے کہ پہلے ہی یہاں لوگ آباد تہے۔ جن میں سے بعض کو ڈریوڈینس کہتے ہیں۔ پہر یہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ ڈریوڈینس ہی سینٹرل ایشیا سے آئے تہے۔ جہاں سے کہ آریہ ہندوئنکا آنا ثابت ہوتا ہے میں آپسے یہ دریافت کرونگا کہ اگر وید ابتدائے آفرینش میں ہوئے ہیں۔ تو کیا ان قوموں سے پہلے آئے تہے۔ پہر اس قوم کے بعد طورانی آئے۔ آپ یہ بہی بتائیں کہ طورانیوں کے پہلے ویدک دہرم تہا یا بعد میں جو چین کیطرف سے آئے تہے پہر کہ جب آریہ ہندوان ملکونمیں نہ آئے تہے اور وسط ایشیا میں رہا کرتے تہے۔ تو انکا کیا مذہب تہا۔ کیا آپ مجہے بتا سکتے ہیں کہ آپنے کہاں سے دریافت کیا۔ کہ ویدوں کو اترے ہوئے اتنے ہی برس ہوئے جتنے کہ آپ بتاتے ہیں۔ یا یہ کہ رشی چار تہے یا پانچ ایک سوال یہ بہی درپیش ہے کہ ابتدائے آفرینش میں تمام انسان نیک پیدا ہوئے تہے یا بد یا مختلف۔ اگر مختلف تہے تو اسکی کیا وجہ کیونکہ اسوقت تک تو انہوں نے کوئی عمل نہیں کیا تہا کہ اسکی وجہ سے کیسکو اچہا بنایا جاتا۔ اور کسیکو برا۔ اور اگر سب نیک تہے تو یہ فرمایئے کہ کیوں پرمیشر نے چار شخصونکو اس کام کے لئے منتخب کیا جبکہ آپ کے مذہب کے مطابق بالکل ابتدائے آفرینش تہی اور کسی نے کوئی فعل کرکے نہ دکہایا تہا۔ تو کیا ایسے وقت میں ان کے دوسرے ہمسروں نے یہ نہ اعتراض کیا کہ یہ سب کچہ جہوٹ ہے۔ کیونکہ اگر یہ سچ ہوتا تو ہم پر کیوں نہ اترتا ہم ہی تو تمہاری طرح پاک صاف ہیں یا کوئی خصوصیت بتاؤ تو تسلیم کرتے ہیں۔ بصورت دیگر اگر تمام برے پیدا ہوئے تہے تو کیوں پرمیشر نے بدونکو اپنے کلام کا مورد بنایا۔ اول تو جب وید رشیونپر اترے اسوقت کوئی نیک ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ کلام الہی کے اترنیسے پہلے کوئی آدمی کیونکر نیک یا بد متصور ہو سکتا ہے جبکہ وہ کلام جو نیکی بدی میں تفریق کرنیوالا اور ہدایت کیطرف راہ نمائی کرنیوالا ہے ابہی موجود ہی نہیں تو نیک و بد میں فرق کرنے کے کیا معنے۔ پہر میں بتاتا ہوں کہ آپکے ویدوں کے متعلق تاریخ کیا کہتی ہے

وید چار ہیں۔ انہیں سے ہر ایک وید کے دو حصہ ہیں۔ اول بھجن یا منتر انمیں ان کے مصنفوں کی
ارزوئیں اور حاجتیں مندرج ہیں۔ جنسے اس زمانہ کے لوگوں کی طریق معاشرت کی کیفیت معلوم
ہوتی ہے۔ دیکھو تاریخ ہند صفحہ (۱۳۱) جو سررشتہ تعلیم پنجاب سرٹیفیکٹ کمشنر پنجاب
کیطرف سے سنہ ۱۹۰۱ میں شائع ہوئی۔ پہر آگے چلکر اس تاریخ کے صفحہ ۱۳۴ پر لکھا ہے کہ ان
کتابوں میں سے رگ وید جو سب سے پرانا وید ہے اسکو سنہ عیسوی سے قریباً چودہ سو برس پیشتر
کی تصنیف سمجھتے ہیں۔ اس کے منتروں میں بڑے بڑے مظاہر قدرت میں سے کسیکو معبود
دیوتا تصور کر کے انکی طرف خطاب کیا گیا ہے معبودوں کے نام بھی بتائے ہیں جو انشاء اللہ
آگے چلکر کسی موقعہ پر ذکر کرونگا میں امید کرتا ہوں کہ راقم مضمون اعتراضات مندرجہ بالا
کا جواب دیکر مشکور فرمائینگے۔ پہر صاحب مضمون لکھتے ہیں چونکہ آریہ سماج کا اعلےٰ مقصد
یہی ہے کہ کسیطرح خلق اللہ راستی کی جانب راغب ہو سکے۔ شاید اسیلئے نیوگ کا مسئلہ رائج
کیا ہے کہ بہت ساری روحیں انکے ہی گہروں میں آئیں اور آریہ بنیں۔ آگے چلکر اسطرح گوہر فشانی
کرتے ہیں کہ دنیا کی تاریخ بلند آواز سے یہ شہادت دے رہی ہے کہ ما وشما آریوں کی ہی نسل
سے ہیں جو حماقت خود کردہ اعمال کا نتیجہ بہگت رہے ہیں کہ اسطرح وحشیانہ طریقہ سے زندگی
بسر کر رہے ہیں کیونکہ تمام دنیا میں کوئی اور نسل ہے نہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ راقم
مضمون ہندوستان کی سینکڑوں قوموں کو بالکل نظر انداز کر کے صرف اپنے مضمون کی تائید
کے لئے اسطرح دعوے کرتا ہے اور تمام معتبر تواریخ اور مشاہدوں سے اسطرح چشم پوشی کرتا
ہے کہ خود اپنی نسل کو بھی بھول گیا جس سے ہونیکا وہ خود مدعی ہے خیر بطور تنزل یہ بات
تسلیم کر لیتا ہوں کہ ہند کے اکثر رہنے والے ان آریوں خاندان سے ہیں جو زمانہ سلف کے
ہندوؤں کے بعد ہندوستان میں آکر آباد ہوئے مگر زور سے یہ دعوی کر دینا کہ تاریخ زور سے
شہادت دیتی ہے کہ ہم سب آریہ ہیں کیسی حماقت ہے۔ کیا آپ اپنے آپکو آریہ نسل میں سے ثابت کر سکتے ہیں
ناظرین یاد رہے کہ راقم مضمون اپنے آپکو میر حیدر شریف حسینی الحسنی ظاہر کرتا ہے اگر واقعی
میر صاحب میر ہیں اور حسینی الحسنی ہیں تو آریہ نسل سے نہیں ہیں۔ کیونکہ عرب سے آئے ہیں۔ اور یہ
کہیں سے ثابت نہیں ہوتا کہ وہی نسل جو ہندوستان میں آئی عرب میں جا کر آباد ہوئی ہو

بلکہ تاریخ اس بات کی بڑے زور سے شہادت دے رہی ہے کہ عرب اور یہود ایک اور نسل سے ہیں جو آریہ سے بالکل الگ ہے۔ میں تو دل سے چاہتا ہوں کہ آپ آریہ نسل سے ہی ہوں۔ تاکہ حضرت حسین اور حسن علیہ السلام کے نام کو تو بدنام نہ کریں کہ انکی اولاد میں سے ایسے لوگ پیدا ہوئے جو اسلام کی بنیاد اکھیڑنے کے لئے تیار ہیں۔ پھر آپ یہ فرماتے ہیں کہ خود کردہ اعمال کے نتیجہ بھگتنے کے لئے ہم یہ وحشیانہ زندگی بسر کرتے ہیں کیوں جناب وحشیانہ زندگی اس لئے نام رکھا ہے کہ نعوذ باللہ ہم اپنی عورتونکو کنچنیونکی طرح دوسروں سے ہم بستر نہیں کرواتے یا کوئی اور بات ہے میں دعوی سے کہتا ہوں کہ آرین معاشرت میں آپ کوئی عمدگی نہ دکھلا سکیں گے جسکو دنیا عمدگی تسلیم کرے اور میں اسکو اسلامی معاشرت میں نہ بتا سکوں ہاں اگر گالیاں دینا یا کوئی اور ایسی قسم مثلاً نیوگ وغیرہ کی عمدگی پیش کرنا چاہیں۔ تو مجھے معاف رکھیں پھر صاحب مضمون تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میرے نزدیک دنیا کے تمام مذاہب پر آریہ دہرم اس لئے فضیلت و فوقیت رکھتا ہے کہ وہ عین عدل و انصاف کی تعلیم دیتا ہے وہ تعلیم عالمگیر ہے سچ ہے درحقیقت وید بہت ہی انصاف کی تعلیم دیتا ہے یہی تو وجہ ہے کہ شودروں جیسے غریبونکو آپ اپنی مجلسونمیں آنیسے نہیں روکتے اور وہ بڑے مالدار ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہر قسم کا کسب کر سکتے ہیں۔ اور وہ برہمنونکی باتیں بھی سن سکتے تھے۔ اور کسیکو حق نہ تھا کہ ان کے کانوں میں سکہ بھر دے یا اگر وہ کسی برہمن کے برابر بیٹھ جائے تو کوئی اس کے بیٹھنے کی جگہ ہی کاٹ دے۔ شائد میں بھول گیا ہوں آریہ لوگ بڑے عادل و منصف ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی زندگی کے لئے ہزارہا کرموں کو روز ہلاک نہیں کرتے۔ اور جب یکہ پر سوار ہوتے ہیں۔ تو جب گرمی کے دنوں میں دہوپ ہوتی ہے۔ تو گھوڑے کو یکہ پر سوار کرتے ہیں۔ اور اسکی جگہ آپ یکہ کو کھینچنا شروع کر دیتے ہیں۔ کیونکہ گھوڑے میں بھی تو انکی طرحکی روح ہوتی ہے۔ پھر اس نمبر میں جو میرے میز پر موجود ہے۔ ایک آریہ کسی مخالف کو اس کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے کسی ویدک منتر کا ترجمہ کرتے ہیں جسمیں پرماتما سے دعا کرتے ہیں یعنی عملی اور اخلاقی مسائل کو بگاڑنیوالے بدچلن لوگوں کو آپ جلد حوالہ سیاست کریں۔ تاکہ جلد سزا پا کر ایسی

ایسی عبرت پکڑیں کہ نیک چلن ہو جائیں

میں آپ سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ سیاست ہو یا کوئی ہو آپ کے مذہب کے مطابق کوئی کسیکو سزا نہیں دیسکتا۔ خواہ کوئی ہی گورنمنٹ کیوں ہو۔ کیونکہ اگر کوئی کسیکو سزا دیگا۔ تو وہ ضرور کسی آنے والی جون میں وہ سزا بھگتے گا۔ پھر تعجب ہے۔ کہ ویدک اصولوں کو آپ عالمگیر اصول بتاتے ہیں۔ کیا آپ ثابت کرسکتے ہیں کہ ویدک اصول عالمگیر اصول ہیں۔ اگر ہیں تو آپ مندرجہ ذیل سوالات کا جواب ضرور عطا فرماویں۔ جو کہ ماسٹر عبدالرحمن صاحب نے مدت سے پیش کئے ہوئے ہیں۔ اور اسوقت تک کسی سے ان کا جواب بن نہیں پڑا۔ سوامی دیانند جو فرماتے ہیں کہ لڑکا اور لڑکی پیدا کرلینا ہمارا اپنا اختیار ہے۔ اگر لڑکے کی خواہش ہو تو بعد از حیض ۶ - ۸ - ۱۰ - ۱۲ - ۱۴ - ۱۶ - ان چھ راتوں میں سماگھم کریں۔ لڑکا پیدا ہوگا اور ۷ - ۹ - ۱۷ میں ہم بستری کرنیسے لڑکی پیدا ہوگی (دیکھو سنسکار ودہی مطبوعہ سورج پرکاش امرتسر صفحہ ۳۷) اگر یہ نسخہ صحیح ہوتا تو آریوں کے گھر میں لڑکے ہی لڑکے ہوتے۔ ۲۔ سوامی جی لکھتے ہیں کہ ایک قسم کا بیاہ یہ ہوتا ہے کہ مرد عورت سے مخفی مشورہ کرکے بیاہ والا کام شروع کردیں۔ اور لوگوں کو اس حرکت سے اطلاع نہ دیں۔ (سنسکار ودہی ص ۹۹)

(کیا کوئی آریہ بتا سکتا ہے کہ اس بیاہ میں اور زناکاری میں کیا فرق ہے) (۳) سوامی جی سنسکار ودہی کے ص ۱۲۶ میں رقم فرماتے ہیں کہ ہے یہ سومنتاں اتینی کے لئے مہا بھاگیہ اُودے کرنیوالی عورت پوجا کے لائق گرہ آشرم کی پرکاش کرتی ... افسوس عورت کو پوجا کے لائق ٹھہرا دیا ہے۔ یہ ہے وید کی تعلیم توحید دراصل لنگ پرستی اور عورت پرستی کا مخزن بھی یہی ہیں۔ اب میں آپ کو بتاتا ہوں:۔

آریوں کے عالمگیر اصول

(۱) نیک اور باایمان آریہ کو چاہیے کہ چار سو سال کی عمر پاکر مرے۔ ادنیٰ یعنی نیچ آریہ بھی دو سو سال کی عمر حاصل کرے۔ مستند ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۱ - ۵۲

(۲) بقول دیانند مردہ دفن کرنیمیں بہت نقصان ہوتا ہے (۸ ص کی قبر) لیکن آریوں کو مردہ دفن کرنے میں صندل کی لکڑی عود کستوری اور ۱/۲ من روغن زرد وغیرہ وغیرہ اشیاء بیش قیمتی

تقریباً دو سو روپیہ کا متحمل ہونا ضروری ہے اگر میسر نہ آئے تو بھیک مانگے یا گورنمنٹ سے امداد مانگے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۸۔ ۶۲۹۔ (۳) جنگ روس و جاپان میں جہاں ہزاروں ہر روز مرتے ہیں یہ عالمگیر اصول دریا برد ہو جاتا ہے کہ مہابرت کی جنگ میں ہوا کیونکہ وہاں یہ اشیاء قیمتی نہ مل سکیں اور نہ میسر آسکتی ہیں (۴) جس لڑکی کا خاوند مر جائے تو پھر اس کنیا کو کسی شخص واحد سے بیاہ نہیں کرلینا چاہئے اور وہ عمر بھر ایک کی نہ ہو رہے بلکہ دس گیارہ مختلف جوانوں سے تا دمِ اخیر مضبوط اولاد حاصل کرتی رہے۔ ستیارتھ پرکاش باب ۴ صفحہ ۱۴۶-۱۴۷

(۵) آریہ عورت کے تیسرے نیوگی خصم کو اگنی کہتے ہیں کیونکہ اسمیں حرارت زیادہ ہوتی ہے ستیارتھ باب ۴ صفحہ ۱۵۳ (پہلے دوسرے خصم میں حرارت کیوں کم ہوتی ہے اور پانچویں دسویں میں کیوں کم و بیش نہیں اسکی تشریح مطلوب ہے۔) (۶) ہم سنا کرتے تھے کہ بقول پنڈت دیانند ارواح اور مادہ بمعہ اپنی تمام قوتوں حستوں اور خاصیتوں کے ازلی ابدی خود بخود ہیں یعنی خود آ (خدا) ہیں اور پرمیشور کا کام صرف ارواح اور مادہ کو جوڑنے جاڑنے کا ہے لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ روحوں میں جوڑنے جاڑنے کی قوت اتصال اور انفصال اور خواہش بھی ازل سے ہے (ستیارتھ ص ۳۱۳) پس ایشور کا ہونا نہ ہونا مساوی ٹھہرا لہذا آریہ اور دہریہ میں کیا فرق ہوا؟ خاک؟ (۷) نجات کے طالب اور سچے آریہ کو چاہئے کہ قریباً پچاس سال کا ہو کر بیاہ کرے یا ۴۸ سال کے بعد۔ ستیارتھ ص ۵۱-۵۲ (پچاس سال تک تو انسان بوڑھا ہو جاتا ہے پھر بیاہ کس لئے؟ اور کس کے لئے؟ مضبوط اولاد کیونکر اور کون پیدا کریگا؟ اسمیں کوئی غلطی یا راز ضرور ہے (ن گ) (۸) ہاں لکھا ہے کہ ایسا بیاہ کرنیوالا دو سو سے چار سو سال تک کی عمر حاصل کرسکتا ہے۔ ستیارتھ ص ۵۱-۵۲ (نہیں تجربہ اس اصول کا دشمن ہے۔ سوامی دیانند بجائے پچاس کے ساٹھ سال مجرد رہکر سفید ریش ہو کر اور بڑھاپے کے نشان اور آثار دکھا کر راہی عالم بقا ہوگیا۔ چار سو سال کی عمر والے کو تو ۷۰ سال میں ڈاڑھی بھی نہیں آنی چاہئے تھی۔ (۹) مکرمی ڈپٹی عبدالرحیم صاحب کی تحریر سے معلوم ہوا کہ ممالک متوسط کی قسمت چھتیس گڑھ میں بعض قوموں کی عمر تیس ۳۰ سال تک ختم ہے پھر وہاں چار سو سال کی عمر حاصل کرنیکی شرط کیا ہوئی اور نیک آریہ پنجاہ سالہ ہو کر کیونکر بیاہ کرے؟ (قبر میں؟) (ویدک اصول

خوب عالمگیر ہیں) (۱۰) پنجاب کے آریہ اگر ۴۸ سال کے بعد بیاہ کریں تو نصف صدی میں آریونکا خاتمہ ہے یا کسی اور ناجائز بدعت کیطرف رجوع کرنا ہوگا واللہ اعلم (۱۱) ایماندار آریہ کو دنمیں دو دفعہ سندہیا اوپاسن (پوجا کرنی چاہئے اور آگ کی دہونی لگا کر اسمیں ایشور کا دہیان کرنا اور آگ میں صندل مشک کافور عطر کستوری کیسر وغیرہ وغیرہ کا ہی ہر روز دو وقتہ جلانا اور کم از کم فی کس ۱۶/ روپیہ ماہانہ کا متحمل ہونا فرض ہے اور اس رسم کے ادا کرنے کے لئے گھر کے ہر ایک مرد و زن کو سونے چاندی کے برتن (چمچہ وغیرہ) بنوانے چاہئیں۔ ستیارتھ ص ۴۷۔

(۱۲) نیک نیت اور مذہبی آریہ کو سندہیا اوپاسن کرنا اور پانچ مہایگیوں کا ادا کرنا ایسا ضروری ہے جیسے سانس پر سانس لینا ضروری ہے۔ ستیارتھ ص ۵۷۔ پس جو سماجی آریہ سانس پر سانس لیتا ہے اور سندہیا اوپاسن بطریق مذکورہ بالا نہیں کرتا اور چار سو سال کا نہیں ہوتا کیا وہ نیک آریہ ہے نہیں نام کا آریہ ہے اور شودر ہے بقول ستیارتھ ص ۱۲۷ پانچ مہایگیوں (فرائض) میں سے دوسرا فرض وید دنکو اُن کے انگوں سمیت باقاعدہ پڑھنا پڑھانا اور سندہیا پاس کرنا فرض ہے..... ویدوں کے انگوں سے جو ہر روز پڑھنے پڑھانے فرض ہیں ان سے چھ علوم مراد ہیں شکشا (علم قرائت) کلپ (سنسکاروں یعنی رسوم کے متعلق ہدائتیں اور ہر سنسکار کے متعلق وید منتروں کا انتخاب) چھند (علم عروض) وباکرن (علم صرف نحو) نرکت (علم لغت) جیوتش (علم ہیئت و ہندسہ جسمیں ریاضی کی تمام شاخیں یعنی حساب مساحت اور اقلیدس اور جبر و مقابلہ علم طبقات الارض (جیولاجی) اور جغرافیہ وغیرہ .... (باقی تین فرائض ہم بخوف طوالت نہیں لکھ سکتے جبکہ یہ لوگ عملاً آریہ ہی نہیں تو پھر ناحق تضیع اوقات سے کیا حاصل.... مفصل دیکھو رسالہ اختیار الاسلام حصہ دوئم سوئم)

(۱۳) جو بطریق مذکور بالا سندہیا اوپاسن نہیں کرتا اور چھ سال کے اندر وید (کے تودہ طومار) کو ختم نہیں کرتا.... اسکو گھر بار سے نکال کر شودر دنکے گھر دنمیں بھیجدینا چاہئے ستیارتھ ص ۱۱۵ و ۱۲۷

(۱۴) بعد ازاں بوڑھے والدین اپنی خدمت کے لئے غیروں کے لڑکے گھر رکھ لیں اور انہیں بیٹے تصور کریں۔ ستیارتھ ص ۱۱۵ (غیروں کے جوان لڑکے اس بڈھے کی جوان لڑکیوں اور مال و دولت سے کیا سلوک کرینگے؟ چپ ہی بھلی) (مفصل در رسالہ اختیار الاسلام) (۱۵) ساز بجانا ناچنا۔ گیت گانا۔ سُر لگانا وغیرہ وغیرہ .... آریونکو ضرور سیکھنا چاہئے ستیارتھ ص ۹۱ (کیا طور تو نکو بھی؟

بیشک - اگر وہ عورتیں آریہ ہوں اور دیانند سرستی کی نافرمان اور دشمن نہ ہوں - تو - (۱۶) برہمنوں کے گواہ برہمن اور شودروں کے گواہ شودر اور عورتونکی گواہ عورتیں ہی ہوا کریں (ستیارتھ ص۲۱۸) اگر کوئی برہمن یا ویش شودروں کے محلہ میں بجبر کسی کنیا کو ناپاک کر ڈالے یا کوئی عورت برہمنوں کے محلہ میں کسی کا گلا گھونٹ جاوے توکیا اسکو رہائی دیدیں کیونکہ کوئی عورت یا اسکی ذات کا گواہ میسر نہیں آسکا - خدا اس قانون والوں کو طاقت نہ دے - کسی نے سچ کہا ہے "خدا گنجے کو ناخن نہ دے" ورنہ ..... (۱۷) لالہ دیانند سارے وید کا معتقد نہ تھا بلکہ بقول سناتن دھرمیوں ہیں نصف وید یعنی برہمن بھاگ سے منکر اور روگردان تھا سو جیسے اس نیکبخت نے وید کا انتخاب کیا ویسے ہی منو کے بعض اقوال لایعنی اور خرافات بے معنے کو ترک کر کے مطلب کی - باقی کو جواب - جیسے ستیارتھ سے ظاہر ہے - (۱۸) آریوں کی موجودہ سندھیا ہیت کذائی جسمیں کستوری عطر وغیرہ ہر روز جلانا ہوتا ہے وہ لالہ دیانند سے پیشتر کہاں تھی؟ کیسی تھی؟ پھر یہ دیانندی بدعت کیوں آسانی سے ہڑپ ہوگئی ہے کیا کوئی پوچھنے والا بدعتی سرستی ابھی پیدا نہیں ہوا - (۱۹) جو کوئی وید کو برا سمجھے اور اسکی مذمت کرے - یا کم از کم وید کے موافق عابدلوگونکی تصانیف کی تحقیر کرے (یعنی ستیارتھ وغیرہ کی) اس منکر کو جلاوطن کر کے ملک اور گھربار سے خارج کردینا چاہیے - ستیارتھ باب۳ ص۹۱ (خدا لگنجے کو ناخن نہ دے) آمین ثم آمین (۲۰) جو دھرم پر قائم نہیں رہتا خواہ استاد ہو یا باپ ہو اسکو راجہ بغیر سزا ہرگز نہ چھوڑے (یعنی قید قتل وغیرہ) ستیارتھ باب۶ ص۲۲۳ (اسی کو بزور شمشیر دین پھیلانا بولتے ہیں میرے صاحبو! جو قرآن شریف میں بوجہ آیت لا اکراہ فی الدین منع ہے (۲۱) نجات پانیوالا وہ آریہ ہے جو کسی کیڑے کو بھی نہ مارے - جس نے قطرہ آب پی کر صدہا کیڑے ہڑپ کر لئے اسکو ہر ایک کیڑے کی ہلاکت کے عوض لاکھوں برس ادنی جونوں میں گردان ہونا ہوگا پھر دیانند اور لیکھرام جی نے پانی کے چند پیالے پیکر کتنا زادراہ جمع کرلیا ہوگا؟ چپ ہی بھلی - نجات محال - لہذا آریہ مذہب نجات کا دشمن اور ناقابل عمل ٹھہر کر عالمگیر نہ ہوا جسپر کوئی عامل ہوکر چار سو سال کا ہو سکے - اور ایمان والا آریہ کہلا سکے - (۲۲) پنڈت دیانند کے حق میں کیا کہیں اور کیا لکھیں جس نیک بخت نے ناحق بابا نانک جیسے

مہاتما بزرگ کو ایسے الفاظ سے یاد کیا ہے کہ گویا (نعوذ باللہ) انکا اندر باہر ایک تہا - اور خواہ مخواہ باوجود جاہل ہونیکے گنوار و نیکے رو برو علمیت کا دعوے کر دیتے تہے اور عزت اور شہرت کی خواہش دامنگیر تہی اور سنسکرت میں بہی ناحق قدم رکھ دیتے تہے اور خود پسندی بیجا نہ چھوڑنی بہی وغیرہ وغیرہ - ستیارتھ صفحہ ۷۵ ۴

میں امید کرتا ہوں کہ آپ اب ضرور اپنے ویدوں کی تعلیم کو عدل وانصاف پر مبنی اور عالمگیر ثابت کر کے دکہائیں گے - ورنہ ابہی اس کفر کے کلمہ سے توبہ کریں گے -

آگے چلکر صاحب مضمون تحریر فرماتے ہیں - کہ کہیں وید مقدس یہ نہیں بتلاتا کہ جو کچھ افعال ناشائستہ دیدہ ودانستہ تادم زیست تم سے سرزد ہوں اور قریب المرگ توبہ کر لو تو تم پاک صاف ہو جاؤ گے " پیشتر اس کے کہ اس کے جواب میں ہم کوئی بات پیش کریں - صاحب مضمون سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں - کہ انکے خیالات جو اسلام کے برخلاف ہوئے ہیں اور وہ منصف بنکر رائے دیتے ہیں - کیا انہوں نے طرفین کی گواہی کو سنا ہے - یعنی کیا انہوں نے اسلام اور آریہ مت کی کتاب قرآن کریم اور وید کو پڑہا ہے - اگر پڑہا ہے - تو غور سے یا یونہی - جہانتک میرا خیال ہے - اس سوال کے جواب میں مجہے افسوس کے ساتہہ یہی سننا پڑیگا - کہ یہ کبہی ہو ہی نہیں سکتا کہ انسان تمام وید کو لفظ بہ لفظ پڑھ سکے - تو میں سوال کرونگا - کہ اگر وید کو کوئی لفظاً لفظاً پڑھ نہیں سکتا تو کیا قرآن کریم بہی ایسا ہی ہے کہ اسے کوئی پڑھ نہیں سکتا تمہیں جو مسلمان ہونیکا دعویٰ ہے - کیا تمہارا فرض نہیں کہ قرآن کریم کو پڑھ لیتے - میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس سوال کے جواب میں راستی پسند مسلمان کیطرف سے کیا جواب ہوگا کیونکہ ہر دو صورتمیں انکے لئے موت ہے - اگر کہیں کہ پڑہا ہے - تو میں دریافت کرونگا - کہ ان آیات کا جنکو میں اس سوال کے جواب میں نقل کرونگا کیا مطلب ہے کیا وہی جو تم نے بیان کیا ہے - اس کے ساتہہ یہ بہی عرض کرونگا - کہ یہ انصاف کا خون کرنا وید سے سیکہا ہے یا کسی اور جگہ سے کہ کوئی کچھ کہے اور آپ اسے کچھ اور بیان کریں - کیا یہ سفید جھوٹ نہیں ہے - کیا یہی ویدک انصاف ہے - یا کہ یہ ویدک تعصب ہے - اگر میرے جواب میں یہ بیان کیا جاوے - کہ نہیں تو میں کہونگا - کہ آپ راستی پسند کسطرح ہو سکتے ہیں - وہ شخص کسی معاملہ میں جھگڑا کر رہے ہیں - آپ اگر ہم

دیکھو جھگڑا اچھا نہیں میں تمہارا فیصلہ کر دیتا ہوں ۔ اور چونکہ تم دونوں کی دلایل یہ ہیں اس کے مطابق میں یوں فیصلہ کرتا ہوں حالانکہ آپنے دونوں فریقوں میں سے ایک کا بیان ہی نہیں سنا تو کیا کوئی عقلمند کہہ سکتا ہے کہ آپ نے انصاف سے کام لیا ہے ۔ یا یہ کہ آپنے ایک لغو کام کیا ہے ۔ جسکا کوئی نتیجہ نہیں ہے ۔ کیونکہ ایسا فیصلہ کبھی قابل تسلیم نہیں ہوتا ۔ جو بلا کسی قسم کے بیانات سننے کے کیا جاوے ۔ مانا کہ ویدک بیانات کو کوئی سن یا پڑھ نہیں سکتا ۔ مگر قرآن مجید تو ہر ایک کے پڑھنے کے لئے موجود ہے ۔ مینے بعض دفعہ اس معاملہ میں غور کیا ہے ۔ کہ کیا وجہ ہے ۔ کہ وید کو دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا جاتا ۔ اور قرآن کریم سب کے سامنے کھلا ہے ۔ تو مجھے معلوم ہوا کہ وید اس لائق نہیں کہ دنیا کے سامنے پیش ہو سکے کیونکہ خطرہ ہے کہ اسپر بہت سے اعتراضات وارد نہ ہوں اس کے برخلاف قرآن شریف جو سچائیوں سے بھرا ہوا ہے سب کے سامنے کھلا ہے اور گویا زبان حال سے کہتا ہے ۔ کہ مجھ میں سے کوئی نقص نکالکر دکھلائے ۔ کوئی ہے ۔ جو میرے مقابل پر آسکے ۔ دیکھو تمہارے جیسے لغو معترضوں کا منہ بند کرنے کے لئے اس نے پہلے سے کہدیا ہے ۔ انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجھالۃ ثم یتوبون من قریب فاولئک یتوب اللہ علیہم وکان اللہ غفورا رحیما ۔ ولیست التوبۃ للذین یعملون السیات حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الان والذین یموتون وھم کفار اولئک اعتدنا لھم عذابا الیما ۔ (ترجمہ) دیکھو جس کے لئے صاحب مضمون لکھتے ہیں کہ تم پاک صاف ہو سکتے ہو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ ہم نے انکے لئے دردناک عذاب رکھا ہے ۔ اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ توبہ کا ہونا بہت ضروری ہے ۔ بغیر توبہ کے نجات ناممکن ہے ۔ کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے ۔ کہ آریہ مت میں نجات ممکن ہے ۔ ہرگز نہیں کیونکہ مثلاً ایک روح جو انسان کی جون میں ہے ۔ تو ضرور ہے کہ وہ بدیاں کرے ۔ اور نہیں تو پانی میں کیڑوں کو کھائے اور ہوا میں ہی چھوٹے چھوٹے کیڑوں کا شکار کرے ۔ ممکن ہے وہ چلتے وقت حکم دے کہ میرے چلنے سے پہلے سڑک کی صفائی کر دیا کرو ۔ تاکہ کوئی میرے پاؤں سے کوئی کیڑا وغیرہ کچلا نہ جاوے ۔ مگر یہ ناممکن ہے

کہ ایسا ہو۔ اگر ہو بھی جاوے تو جو سڑک کو صاف کرنیوالوں کی پاؤں سے کیڑے مارے جاتے ہیں انکا عذاب کسپر ہوگا۔ کیا حکم دینے والا گرفتار نہ کیا جائیگا۔ تو کیا ممکن ہے کہ انسانکی جون سے کسی اچھی جون میں جاسکے۔ کوئی صورت نہیں کہ کوئی جون اعلےٰ صورت اختیار کرسکے جس سے صاف نتیجہ یہی نکلتا ہے۔ کہ اس صورت میں نجات ناممکن ہے مگر اسلام نے انسان کو ضعیف دیکھکر توبہ دروازہ کہولدیا ہے توبہ کے یہ معنے نہیں کہ زبان سے کہدیا میں توبہ کرتا ہوں میں توبہ کرتا ہوں۔ بلکہ یہ خدا تعالیٰ سے وعدہ کرتا ہے کہ میرے گذشتہ گناہوں کو معاف کردے میں آیندہ گناہ نہ کرونگا۔ بلکہ بجائے گناہ کے نیکی کرونگا۔ جو اس عہد پر عمل کرے وہ بیشک اسبات کا مستحق ہے۔ کہ اسکی گذشتہ غلطیوں کو عفو کی نظر سے دیکھا جاوے۔ اس کے بعد راقم مضمون اسطرح پر گوہر افشانی کرتے ہیں۔ ہر ایک محقق کے لئے یہ بات بھی بتلا دینا مناسب خیال کرتا ہوں کہ اللہ جلشانہ وعظم برہانہ کی وحدانیت اور اسکے مالک و خالق ہونیکے متعلق جس قسم کی تسلی بخش تعلیم وید مقدس دیتا ہے۔ ویسی دنیا کی کسی مذہبی کتاب میں نظر نہیں آتی؛ اس عبارت میں نامہ نگار صاحب کے تین دعوے ہیں۔ اول یہ کہ ویدنے اللہ جلشانہ کے مالک ہونیکے متعلق دوم خالق ہونیکے متعلق سوم واحد ہونیکے متعلق لاثانی تعلیم دی ہے اسبات میں میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔ کہ بیشک وید کی اس تعلیم جیسی کسی اور مذہب کی تعلیم نہیں ملیگی۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ وید کی یہ تعلیم دوسرے مذاہب سے اچھی ہے۔ یا بری۔ بے سوچے سمجھے نامہ نگار صاحب اس سوال کے جواب میں فوراً کہدینگے۔ کہ میرا مطلب عمدہ تعلیم سے ہے نہ خراب سے مگر شاید آپکے لئے یہ خبر بہت ہی رنجدہ ہوگی۔ کہ وید کی تعلیم اس حصہ کے متعلق ایسی ردی ہے جس سے بڑھکر ردی ہونا ناممکن ہے۔ گو میرے اطلاع دینے سے پہلے آپکو یہ معلوم ہوگا کہ اس حصہ میں وید کی تعلیم بالکل ناقص ہے اگر نہیں تو جواب سنو۔

اول۔ مالک ہونیکے متعلق۔ خدا تعالیٰ وید کے روسے ایسا مالک ہے۔ کہ اس کے ہاتھ میں کچھ نہیں روحیں خود بخود اپنی کرتوتوں کے مطابق جونیں بدلتی ہیں۔ پھر تو ہمیں معمولی مجسٹریٹ سے مدرسہ میں معمولی مدرس اور ایک دوست اپنے دوست کے گناہ بخش سکتا ہے۔ اور عفو کام سے سکتا ہے۔ مگر وید کے خدا کا مالک ہونا کچھ ایسا محدود ہوگیا ہے۔ کہ کسی کا کوئی

قصور بخش ہی نہیں سکتا۔ پھر چونکہ اس کے اپنے ہاتھ میں کچھ ہی نہیں اسکا دل چاہتا ہے کہ ہمیشہ
یون کے بدلنے کے تماشے دیکھتا رہے اسلئے مکتی دینے کیوقت روح کا ایک گناہ رکھ لیتا ہے،
کو میرے خیالمیں تو یہ حالت ہی ناممکن ہے۔ تاکہ پھر اس روح کو دنیا میں جونوں کی تبدیلی کے
لئے بھیجا جاسکے کیونکہ اسکو خیال ہے کہ کہیں تمام روحیں میرے قابو سے نہ نکل جائیں۔ اور
میں انکی تبدیلی کا تماشہ دیکھنے سے محروم رہجاؤں۔

دوم۔ صفت خالقیت کے متعلق۔ اسکو اختیار نہیں کہ کچھ نئی چیز پیدا کر سکے۔ ہاں روحیں
انادی اور اجسام انادی ہیں۔ انکا جوڑ جاڑ کرنا خالق کا کام ہے۔ انسان کو اختیار ہے
کہ پانی کو ہوا کی صورت میں اور ہوا کو پانی کی صورت میں تبدیل کردے۔ ویدک خدا کو اختیار
نہیں کہ روح کی صورت بدل سکے بلکہ وہ صرف ذرات کو جوڑ سکتا ہے۔ کیا یہی خالقیت ہے،
شرم شرم شرم۔

سوم۔ وحدانیت۔ بیشک یہ تعلیم ویدک رد کی لاثانی ہے۔ کیونکہ آگ تک خدا کے ساتھی
اور پرستش کے لائق ہے آریہ صاحبان اگنی کے کچھ ہی معنے کریں۔ مگر ہرگز ہرگز وہ اس بات کا
ثبوت پیش نہیں کر سکتے کہ اسجگہ اگنی کے یہی معنے ہیں۔ اگر آپ اسکی گواہی چاہتے ہیں۔ تو مختصر
تاریخ ہند جو مدرسوں میں پڑھائیجاتی ہے اگر یقین نہیں تو دیکھو مختصر تواریخ ہند مصنفہ لتھبرج صاحب جو اسکی بہت
عمدہ گواہی دیتی ہے کہ وید میں اس قسم کی تعلیم نہیں ہے۔ اور چھوڑ دو۔ روح و ذرات تو خدا تعالے
کیطرح ازلی ہیں۔ پھر وحدانیت کے کیا معنے۔ خدا کے لئے کچھ تو غور کیا ہوتا۔ آگے چل کر
آپ تحریر فرماتے ہیں "اگر کسی مذہب میں کچھ پایا ہی جاتا ہے۔ تو وہ سب موجدان اسی خرمن
کے خوشہ چین ہیں کون اس بات سے منکر ہو سکتا ہے کہ دنیا کے موجودہ مذاہب کی تعلیم میں کوئی
ایسی نئی بات نہیں پائیجاتی جسکی تعلیم وید مقدس نے ہی ویدک روشن کی مدد سے کھولا ہے
اور جو مذاہب آج دنیا میں سربرآوردہ نظر آرہے ہیں سب کے سب اسی قدیم ویدک دھرم سے
نکلے ہوئے ہیں جو رفتہ رفتہ اپنی ناعاقبت اندیشی سے آریہ دھرم کے چشمہ زندگی سے کوسوں
دور جا پڑے۔ مثلاً اگر کوئی ان سے یہ امر دریافت کرے کہ تمہارا بطن در بطن کہاں سے
تعلق ہے تو انکی زبان مبارک سے (جیسا کہ آپ کہ رہے ہیں حالانکہ تاریخ نہ گواہی دیتی،

اور نہ دیسکتی ہے کہ کبھی عرب میں آریہ مذہب پھیلا ہو) یہی لفظ سنائی دینگے کہ ہمارے بزرگوار آریت (خدا اس سے محفوظ ہی رکھے) کے ہی پیرو تھے۔ اور ہم نالایق برخوردار (ہرگز ہم نہیں بلکہ یقیناً یقیناً آپ ایسے ہیں۔ جو اسلام جیسے پکّا اور سچّے مذہب کو چھوڑ رہے ہو) اپنی غلط کاریوں کی سزا بھگت رہے ہیں۔ اس لمبی عبارت میں یہ ذکر ہے۔ کہ ابتدا سے ویدک دہرم ہے اور سب مذہب اس سے ہی نکلے ہیں۔ اور ہمارے بزرگ آریہ تھے۔ اور سب کچھ آریہ دہرم میں ہی پایا جاتا ہے۔ گو ان تمام باتوں کا جواب میں پہلے مختصر طور پر عرض کر آیا ہوں۔ لیکن اسجگہ کچھ بیان کر دینا دور از مصلحت نہ ہوگا۔ یہ بات کہ ابتدا سے آریہ مذہب ہے بالکل غلط ہے۔ کوئی تاریخ گواہی نہیں دیتی کوئی کتبہ گواہی نہیں دیتا کوئی پرانی کتاب گواہی نہیں دیتی۔ انکا خود وید نہیں کہتا کہ میں ابتدا میں آیا ہوں ہاں آج سے قریباً پچاس ساٹھ برس پہلے ایک شخص نے یہ دعوی کیا کہ یہ مذہب ابتدائے آفرینش سے ہے۔ ہم اس دعوے کو تسلیم کرنے کے لئے اسوقت تیار ہوتے جبکہ ہمیں کوئی ثبوت ملجاتا۔ میں کہتا ہوں کہ اسلام سب سے پہلے کا مذہب ہے۔ اور میں اس دعوی کو قسم سے موکد کرتا ہوں۔ اگر اتنی جرأت بھی ہے تو قسم کہا کر ہی دکھلائیے۔ دیکھو یہ مت سمجھو کہ اسلام تیرہ سو سال سے ہے تمہیں خبر نہیں اور نہ تم جانتے ہو کہ اسلام کیا ہے اسلام کے معنے ہیں فرمانبرداری۔ جس نے خداتعالیٰ کی فرمانبرداری ٹہیک طور پر کی وہ اسلام میں داخل ہے۔ اب بتلائیے کیا اچھا ہونیکی حیثیت سے لاثانی ہے۔ یا برا ناہونے کی حیثیت سے۔ بیشک اب میں مان لیتا ہوں کہ ویدکی تعلیم تسلی بخش ہے۔ کیونکہ اسکو پڑہکر پہر اسیات کی تسلیم کرنیکی کوئی ضرورت نہیں رہتی اور قطعاً نہیں رہتی کہ کوئی خدا مالک خالق اور واحد بھی ہے۔ یا کبھی ہو بھی سکتا ہے۔

ایک بچہ جب پیدا ہوتا ہے۔ میرا ایمان ہے وہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے میں یہ کہنے کو تیار ہوں کہ وہ رشی بھی جو بقول آریہ صاحبان بالکل ابتدائے آفرینش میں تہے گو اس کا ثبوت بہم پہونچانا کہ وہ ابتدائے آفرینش میں تھے۔ راقم مضمون کا ذمہ ہے۔ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوئے اسوقت اسلام ہی تہا جب وہ بڑے ہوئے تو انہوں نے ایک نیا مذہب نکالا۔ پہر میں کہتا ہوں کہ جتنے انبیاء تہے وہ اسلام ہی لیکر آئے تھے گو انکے نام یہودی عیسائی رکھے گئے مگر دراصل وہ سچا مذہب اسلام ہی لائے تہے چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام

ایک جگہ خط لکھتے ہیں انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ان لا تعلوا علیّ واتونی مسلمین۔ اگر آپ مسلمان نہ تھے تو دوسروں کو مسلمان ہونے کی کسطرح تاکید کرتے ہیں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں اسلمت لرب العٰلمین اور اپنی اولاد کو نصیحت کرتے ہیں لا تموتن الا وانتم مسلمین۔ اگر اسلام نہ تھا تو کس اسلام کی وصیت کرتے تھے پھر جہاں یہ جھگڑا ہوا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کس مذہب کے تھے۔ تو خدا تعالیٰ یوں فرماتا ہے ما کان ابراہیم یہودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام دعا کرتے ہیں توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ربنا افرغ علینا صبرا وتوفنا مسلمین۔ پھر فرماتے ہیں وقال موسی یقوم ان کنتم اٰمنتم باللہ فعلیہ توکلوا ان کنتم مسلمین۔ پھر فرعون اپنی ہلاکت کے وقت کہتا ہے کہ اٰمنت انہ لا الٰہ الا الذی اٰمنت بہ بنوا اسرائیل وانا من المسلمین۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ہی ابتدا سے ہے لیکن مختلف انبیا کے مختلف پیروں نے اسکو مختلف رنگوں میں ظاہر کیا اور چونکہ اسلام کو اصل حالت پر نہ رہنے دیا۔ اسلئے ان کے مذہب کے مختلف نام رکھے گئے چنانچہ اب عیسائی یہ کہنے کے لئے تیار ہوگئے کہ اگر یہ اسلام ہے جو اسوقت ہمارے سامنے پیش ہو رہا ہے تو ہمارا مذہب بھی اسلام ہی ہے۔ جیسا کہ کارلائل وغیرہم نے کہا ہے کسی غیر مذہب والیکا یہ تسلیم کرلینا کہ ہمارا مذہب دراصل اسلام ہی ہے اسلام کی صداقت کا کیسا بین ثبوت ہے۔ الغرض۔ خدا تعالیٰ نے آخر میں اسلام کو مکمل کرنے کے لئے اپنے پیارے رسول اکرم محمد مصطفےٰ (فداہ ابی وامی) صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور انکے ہاتھ سے اسکی تکمیل کی۔ یہ صحیح ہے کہ راقم مضمون اسوقت یہ کہیگا کہ تاریخی ثبوت اسبات کا کوئی نہیں قرآن کریم کو ہم نہیں مان سکتے اس کے جواب میں باادب یہ عرض کیا جائیگا۔ کہ کیا اسبات کا کوئی تاریخی ثبوت ہے کہ آریہ مذہب ابتدا سے ہی ہاں اگر آپ کے اور میرے دعوی میں فرق ہے تو صرف یہ ہے۔ کہ آپکی کتاب بھی یہ دعوے نہیں کرتی کہ جو مذہب میں پیش کرتی ہوں وہ ابتدائے آفرینش سے ہے۔ برخلاف اس کے اسلامی کتاب بڑے زور شور سے یہ دعوی کر رہی ہے کہ میں اسلام لیکر آئی ہوں

جو بالکل ابتداء سے ہے۔ کما قال تعالیٰ ان الدین عند اللہ الاسلام۔ اگر راقم مضمون مجھ سے تاریخی ثبوت طلب کرے تو مجھے مندرجہ ذیل امور کا تاریخی ثبوت دے تو میں انشاء اللہ تعالےٰ تاریخ سے گواہی دونگا کہ اسلام ہی ابتدائے آفرینش سے ہوا ہے۔ وہ سوالات جنکا میں تاریخی ثبوت چاہتا ہوں یہ ہیں۔ (۱) کیا وید ابتدائے آفرینش میں ہوئے ہیں۔ (۲) ابتدائے آفرینش سے آپکی کیا مراد ہے (۳) وید کسطرح اترے ہیں (اگر لکھے ہوئے تو کس چیز پر (۴) جنپر اترے ہیں وہ کون تھے یعنے انسان حیوان جن (۵) رشی کون تھے انکی مختصر تاریخ انکی بارکے نام وہ کہاں کے رہنے والے تھے۔ کہاں سے آئے وہ کیا کیا کرتے تھے۔ (۶) رشی کتنے تھے (۷) رشی نیک تھے یا بد (۸) رشیونکو خدا نے تمام انسانوں پر کیوں ترجیح دی کیا یہ ظلم نہیں ہے (۹) رشیوں نے اپنے وید کس کے سپرد کئے (۱۰) یہ وید لکھے کب گئے اور اگر رشیوں کے کچھ مدت بعد لکھے گئے تو لکھنے کے وقت تک کسطرح محفوظ رکھے گئے (تلک عشرۃ کاملہ)

اب میں امید کرتا ہوں کہ ان دس سوالات کا جواب آپ جلد بیان فرمائیں گے تاکہ مجھے کچھ اور عرض کرنیکی جرأت ہو۔ اسکے بعد اس سوال کے حل کرنیکی ضرورت نہیں کہ سب مذاہب اسی کے خوشہ چین ہیں۔ کیونکہ جنکو خوشہ چین بتایا گیا وہ تو اس سے بھی پہلے ہونیکے مدعی بن بیٹھے۔ فرمایئے کیا آپ خود کردہ اعمال کا نتیجہ بھگت رہے ہیں یا ہم ایک اور صورت ہے۔ وہ یہ کہ بطور تنزل ہم نے مانا کہ (اگرچہ اسکا ثبوت ناممکن ہے) وید ابتدائے آفرینش میں آئے۔ مگر اس سے یہ کہاں سے نکلا کہ سب مذاہب اسی سے نکلے ہیں۔ اول تو تاریخ گواہی نہیں دیسکتی کہ یہ مذہب کبھی بھی عرب میں گیا ہو کیونکہ یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ وید کا کبھی کسی زبان میں نہ ترجمہ ہوا ہے اور نہ ہوسکیگا ہاں اب کچھ حصہ کا ترجمہ بھاشہ اور اردو میں ہوگیا ہے۔ شائد اسمیں ویدک خدا کی یہ حکمت ہو کہ وید دنیا کے سامنے پیش ہونیکے لایق نہیں ہے اسلئے بہتر ہے کہ اسکو ترجمہ کرکے دنیا کے سامنے نہ پیش کیا جائے۔ غالباً یہی وجہ ہوگی کہ یہ اسوقت تک دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا گیا پھر ایک امّی شخص کسطرح اس سے کچھ اخذ کرسکتا تھا۔

سچ تو یہ ہے کہ وید ایک ایسے مذہب کی تعلیم دیتا ہے جو انسان کی طاقت سے باہر ہے سو ویدک مذہب انسان کیلئے نہیں ہے۔ چنانچہ یہی بڑا باعث ہے کہ لالہ دیانند جی مہاراج جیسے مہاشہ بھی (جن کے نام کے آگے شری ۱۰۸ لکھا ہوا ہوتا ہے جسکا مطلب راقم مضمون بیان کریگا) وید کے سچے مطیع

نہ بن سکے اور میں بڑے دعوے سے کہتا ہوں کہ آج کوئی پکا آریہ ہو کر ہمیں اسبات کا ثبوت نہیں دیسکتا کہ ویدک مذہب سچا مذہب ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آریوں کے اصول اس قسم کے ہی ہی نہیں کہ کوئی انپر کاربند ہو سکے۔ چنانچہ میں اس شخص سے انہی سوالات کا جواب طلب کرونگا۔ جو آریوں کی عالمگیر اصول" والی سرخی کے نیچے بیان کر آیا ہوں۔

راقم مضمون اس سے آگے چلکر اسلام پر حملے شروع کر دیتا ہے۔ چنانچہ انکا پہلا حملہ یہ ہے کہ وید مقدس یہ نہیں بتلاتا کہ اللہ جلشانہ عرش پر تشریف فرما ہے۔ اہل اسلام کیطرف سے اس کا ہزارہا دفعہ جواب دیا گیا ہے۔ کہ عرش کے یہ معنے نہیں کہ لکڑی یا کسی اور دہات کا تخت ہے۔ بلکہ جیسے کسی با اختیار بادشاہ کو کہا جاتا ہے کہ آجکل فلان بادشاہ تخت پر ہے اسکے یہ معنے نہیں کہ وہ رات کو سوتا ہی نہیں ہمیشہ تخت پر ہی بیٹھا رہتا ہے۔ بلکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ حکومت کرتا ہے۔ اسیطرح خدا تعالیٰ کے عرش پر بیٹھنے کے معنے ہیں کہ حکومت اس کے ہاتھ میں ہے مجھے تعجب ہے کہ آریہ لوگ خود ذرا ذرا سی بات میں استعارے سے کام لیتے ہیں اور ایسے اہم مقاموں پر استعارہ استعمال کرتے ہیں کہ مطلب بالکل بر خلاف ہو جاتا ہے گویا استعارہ بنا ہی انکے لئے ہے کیا کوئی عقلمند بتا سکتا ہے کہ کبھی کسی نے آگ کو بھی خدا کہا ہے۔ مگر جب ہم کسیجگہ استعارہ استعمال کریں۔ اگرچہ تمام دنیا اسکو دنیاوی گفتگو میں استعمال کرتی ہو ہرگز ہرگز قابل پذیرائی نہیں ہوتا۔

دوسرا اعتراض جو راقم مضمون نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ خدا اپنے دوستوں سے باشوق گاہے گاہے ملاقات بھی کیا کرتا ہے۔ اس اعتراض کے جواب سے پہلے میں ایک مثال بیان کرتا ہوں وہ یہ کہ تین شخص ہیں۔ مثلاً زید۔ بکر۔ عمر۔ بکر اور عمر کہتے ہیں کہ زید ہمارا دوست ہے۔ کسی بات پر بکر اور عمر جھگڑ پڑے بکر کہتا ہے کہ زید میرا دوست ہے اور عمر کہتا ہے کہ زید تیرا دوست ہرگز نہیں میرا دوست ہے کیونکہ اس نے میرے بچپن کے زمانہ میں مجھسے ایکدفعہ ایک بات کی تہی اور وہ کسی اور سے نہیں کرتا۔ اس کے جواب میں بکر کہتا ہے۔ کہ نہیں وہ میرا دوست ہے۔ کیونکہ تجھسے تو ایکبات کہی تہی اور مجھسے وہ ہر روز بولتا ہے۔ اور میرے پاس اسکی بولنے کی ثبوت ہیں۔ تو کیا بکر حق بجانب ہوگا یا عمر میرے خیال میں یقیناً بکر حق بجانب ہوگا بعینہ یہی مثال اسلام اور ویدک مت کی ہے۔ اسلام کا دعوے ہے۔ کہ وہ خدا جسکی طرف سے میں آیا ہوں۔ انسان سے مخاطب ہو سکتا ہے بشرطیکہ کوئی اسکا سچا پیرو بنے اور ویدک مت کہتا ہے اب تمہیں خدا ہرگز ہرگز نہیں ملسکتا۔ خواہ کچھ ہی ہو۔

راقم مضمون نے اسکو اعتراضی رنگ میں پیش کیا ہے کاش کہ وہ تھوڑی دیر کیلئے اپنے ویدک تعصب کو چھوڑ کر غور کرے کہ کیا سچا مذہب وہ ہونا چاہیئے کہ جسمیں داخل ہوکر انسان اس خدا کو مل سکے جسکی طرف سے مذہب کو ہونیکا دعویٰ ہے۔ یا وہ جو کہتا ہے کہ اسکو تم مل ہی نہیں سکتے جسکی طرف میں تمہیں بلا رہا ہوں مگر مجھے امید ہے کہ ویدک تعصب آپ کو ہرگز اجازت نہیں دیسکیگا کہ انصاف کی نظر سے دیکھیں۔

آگے چلکر نامہ نگار صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ وید یہ نہیں بتاتا کہ خدا مکار و مکاسکار ہے۔ اگر وید کی یہ تعلیم نہیں تو کس مذہب کی مقدس کتاب میں ہے۔ اس عبارت کے یہ معنے ہرگز نہیں کہ وید میں اس قسم کی تعلیم نہیں بلکہ اس عبارت سے کسی کتاب پر حملہ کیا گیا ہے جسکا نام فرقان حمید ہے۔ اس اعتراض کی بنیاد لفظ واللہ خیر الماکرین پر ہے اگر غور کیا جاوے تو معلوم ہو جائیگا کہ یہ اعتراض بالکل تعصب اور ہٹ دھرمی سے کیا گیا ہے۔ کاش کہ اس اعتراض کرنیسے پہلے آپ یہ معلوم کر لیتے کہ عربی زبان میں مکر کے کیا معنے ہیں۔ اگر فریب اور دھوکے کے معنی ہیں تو مکر السئی اور مکر الخیر میں کیا فرق ہے۔ کیا کوئی نیک دھوکہ بھی ہوتا ہے۔ اے کوتاہ اندیش دیکھ اپنی آنکھیں کھول اور تعصب کو دور کر پھر دیکھ میں کیا کہتا ہوں۔ عربی زبان میں مکر کے معنے ہیں تدبیر کوئی اچھی تدبیر ہو یا بری ہو۔ لفظ مکر مطلق تدبیر کے لئے ہے۔

اب اس کے ظاہر کرنے کے لئے کہ تدبیر اچھی ہے یا بری ہے لفظ سئی اور خیر یا کوئی اور اسی قسم کا لفظ لگایا جاتا ہے جس سے معلوم ہو جاوے کہ یہ اچھے معنوں میں استعمال ہوا ہے یا برے میں غور کرکے دیکھو اور تم قرآن کریم میں کہیں نہ دکھاؤ گے کہ اللہ تعالیٰ برا مکار ہے بلکہ جہاں ہوگا خیر کے معنوں میں ہوگا جو تو آیت پیش کرنا چاہتا ہے وہاں بھی خیر الماکرین یعنی تدبیر کنندہ ہے۔ پر کیسی تدبیریں کرتا ہے وہ جنمیں خیر و برکت ہو۔ کاش کہ آپ آنکھیں کھولیں اور اپنے خدا کو دیکھیں کہ وہ کیسا مکار ہے۔ کہ جب کسی روح کو نجات دہندوں میں شامل کرنا چاہتا ہے تو کس دھوکہ دہی سے اسکا ایک گناہ رکھ لیتا ہے۔ تاکہیں وہ اسکی قبضہ میں سے نکل نہ جاوے پھر بعض دفعہ یہی ہوتا ہوگا کہ کسی لڑکے کی ماں مرکر پھر عورت کی جون میں آجاتی ہوگی جس سے اس لڑکے کی شادی ہو جاتی ہوگی اسطرح گویا دھوکہ دہی سے اپنی والدہ سے زناہ کرواتا ہے۔ اب بتلائے آپ کا خدا دھوکہ باز ہے یا اسلام کا خدا جو ہر ایک چیز پر قادر ہے اور اسکو کبھی دھوکہ کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔

پھر آگے چلکر راقم مضمون عیسائیوں پر اعتراض کرتے ہیں جنکا جواب دینا انکے ذمہ ہے ہاں نورہ آگے بڑھکر پھر اسلام پر حملہ کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ وید کہتا ہے کہ خدا کے ہاتھ نہیں ہوتے۔ کاش کہ آپ اپنے ہاتھوں کا

مطلب سمجھا ہوتا قرآن کریم میں ہے ید اللّٰہ فوق ایدیھم یعنی صحابہ کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے یعنی بیعت کیوقت صحابہؓ کو یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ہم رسول (صلعم) سے معاہدہ کرتے ہیں اور اسکے ہاتھ پر بکتے ہیں۔ بلکہ اسکے یہ معنے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر بکتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ کیا ضرورت پڑی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے جسمانی ہاتھ ہوں۔ عام بات ہے کہ جب کسی ایسی چیز کا ذکر کرتے ہیں۔ جسکا کوئی جسم نہ ہو۔ تو اسکو ایسے پیرایہ میں کہتے ہیں۔ جو جسمانی چیزوں کے ہوتا ہے کیونکہ انسان کا ہر وقت جسمانی اشیاء سے تعلق رہتا ہے۔ ایک ایسی چیز کا ذکر اسکی سمجھ میں مشکل سے آسکتا جسکا کوئی جسم نہ ہو۔ اسلیے استعارہ کے رنگ پر اسکا جسم تسلیم کیا جاتا ہے مثلاً ہم کہتے ہیں کہ زید کا کام خوب چل رہا ہے۔ یہ تو بیوقوف ہی جانتا ہے۔ کہ کام کے پاؤں تو نہیں جس سے وہ چل سکے۔ اسیطرح اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا ذکر ہے۔ چونکہ وہ لیس کمثلہ شئی ہے۔ اسلیے استعارہ کے رنگ پر اسکا ہاتھ بیان کیا جاتا ہے۔ مثلاً ایکجگہ فرمایا ید اللّٰہ فوق ایدیھم یعنی رسول کریم صلعم سے بیعت کرتے ہوئے یہ مت سمجھو کہ تم رسول کے ہاتھ پر بک رہے ہو۔ بلکہ دراصل تم خدا تعالیٰ کے ہاتھ پر اپنے آپکو بیع کر رہے ہو۔ اسیطرح ایک جگہ ہے۔ وقالت الیھود ید اللّٰہ مغلولۃ اسجگہ اگر ہاتھ ہی تسلیم کیے جائیں۔ تو کیا یہ سمجھا جائیگا کہ رسے کے ساتھ جکڑے ہوئے ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندھے ہوئے نہیں کیونکہ ینفق کیف یشاء (خرچ کرتا ہے جسطرح چاہتا ہے) اس سے معلوم ہوگیا کہ بند کہنا بھی استعارہ کا ہی رنگ ہے۔ پھر میں حیران ہوں کہ آریہ لوگ کسطرح تعصب سے استعاروں پر بھی اعتراض جڑ دیتے ہیں۔ پھر خاصکر ایسی صورتمیں کہ وہی باتیں انکی ستیارتھ پرکاش میں بھی موجود ہیں۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۳۶ "پرمیشر کے ہاتھ نہیں لیکن وہ اپنی طاقت کے ہاتھ سے سبکو بناتا اور پکڑتا ہے۔ اور اس کے پاؤں نہیں لیکن سب جگہ موجود ہوتا ہے۔ اور سب سے زیادہ تیز رفتار ہے۔ اسکی آنکھیں نہیں لیکن سب کو بخوبی دیکھتا ہے۔ اس کے کان نہیں تاہم سبکی باتیں سنتا ہے۔ اسکا انتہ کرن نہیں لیکن سارے جہان کو جانتا ہے" اب فرمایئے ابھی آپکی تسلی ہوئی کہ نہیں دیکھیے ستیارتھ پرکاش صرف یہی نہیں کہتی کہ اسکی قدرت کے ہاتھ ہیں بلکہ وہ تو کہتی ہے۔ اسکی قدرت کی سب اعضاء ہیں۔ براہ کرم تعصب کو ذرا دور کرکے غور فرمائیں۔ اور نہیں تو اپنے پرمیشر سے ہی ڈریں جو ذرہ سا گناہ بھی بخش نہیں سکتا+ پھر آپ لکھتے ہیں کہ ابتدائے آفرینش میں آدم علیہ السلام

کی مٹی (خدا نے) اپنے ہاتھوں سے گوندہی تھی۔ اور اسبات پر اعتراض کرتے ہیں مگر نہیں سمجھتے کہ یہ آپ پر ہی چوٹ لگتی ہے۔ جس کے بعد آپکا مذہب پاش پاش ہو جاتا ہے۔ اور آپ سے اس کا کچھہ جواب نہیں بن پڑتا۔ دیکھو اس کے یہ معنے ہیں کہ تم یہ خیال مت کرو کہ تم خود بخود پیدا ہو گئے ہیں (جیسا کہ وید کی تعلیم ہے) بلکہ ابتدا سے خدا تعالیٰ کی طاقت سے تم پیدا ہوئے ہو۔ جو آدم ہے یعنی جس سے آدمی کی موجودہ نسل چلی ہے اسکو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھہ سے (اپنی قدرت سے) بنایا۔ آریوں کی طرح ازل سے اسکی روح نہ تھی۔ ایک طرف وید کہتا ہے۔ روح ازل سے ذرات ازل سے خدا انکو صرف جوڑتا ہے۔ دوسری طرف ستیارتھ کہتی ہے۔ وہ اپنی طاقت کے ہاتھ سے سب کو بناتا اور بگڑتا ہے۔ نہ معلوم اس اختلاف کے کیا معنے ہیں شائد کوئی دیانندی (اور نہیں تو خود راقم مضمون) ہی سمجھا دے۔ کہ اس اختلاف میں اسطرح سے تطابق ہو سکتا ہے۔ کیونکہ صرف جوڑنے میں تو کوئی قدرت نہیں۔ شائد قدرت کا ہاتھ کسی اور جگہ کام آتا ہو۔

اسجگہ تک مینے مخالف کے مضمون کا باترتیب جواب لکھا ہے۔ اب مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جو اعتراضوں کی بوچھاڑ تھی وہ ختم ہو چکی ہے۔ کیونکہ آگے چلکر پھر انہی اعتراضات کا بیان کرتا ہے جنکا میں پہلے ذکر کر آیا ہوں۔ میرے پاس اتنا فضول وقت نہیں اور نہ اس پاک رسالہ میں جس کے لئے یہ مضمون لکھہ رہا ہوں۔ اتنی گنجائش ہے۔ کہ ایک فضول بحث کا بار بار اعادہ کیا جاوے اسلئے اسکے بقیہ مضمون میں سے میں اپنے ناظرین کے سامنے صرف وہ باتیں پیش کرونگا۔ جنکا جواب پہلے نہ گذر چکا ہو۔

راقم مضمون لکھتا ہے۔ اگر کسی موجودہ مذاہب کا پیرو آریہ دہرم ...... میں داخل ہونا چاہے تو اسے پہلے اس گیتی ناپائدار کی لذات نفسانی کو یکلخت ترک کرنا پڑتا ہے ..... یہ دستور العمل اسکا ہوتا ہے کہ ناپاک رہنے والوں کے ہاتھ سے پانی پینے تک عار سمجھتا ہے۔

یہ ایک بات پیش کیگئی ہے۔ کہ انسان آریہ دہرم میں داخل ہوتے ہی تمام گناہوں سے دست بردار ہو جاتا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ ہم نے تو آجتک نہیں سنا کہ فلاں شخص نے اپنے آپکو پکا آریہ ثابت کر کے دکھایا۔ جب کوئی (خود باوا دیانند بھی) اپنے آپکو آریہ نہیں کہلا سکتا بلکہ ادنیٰ آریہ بھی کیونکہ انہوں نے اور انکے پیروؤں میں سے کسی نے دو سو سال کی عمر بھی نہیں پائی۔ تو پھر کسطرح ممکن ہے

کہ آریہ دھرم میں داخل ہو کر آدمی گناہ چھوڑ دیتا ہے۔ میرا دوست اسبات کی کوئی مثال بیان کرے کہ فلاں شرابی تہا وہ آریہ ہوا۔ اور آریہ ہوتے ہی اس نے فوراً شرابخوری چھوڑ دی۔ غرض یہ ایک بات ہے جسکا ثبوت نہیں۔ اسلئے مجھے زیادہ بیان کی ضرورت نہیں۔

راقم مضمون گوشت خوری پر اعتراض کرتا ہے۔ یہ ایک ایسا اعتراض ہے جو خود آریہ کے ایک حصہ پر بھی پڑتا ہے۔ آپکے اسباب بیان کرنیسے کہ انسان آریہ بنتے ہی گوشت خوری چھوڑ دیتا ہے اتنا ضرور معلوم ہو گیا کہ جناب کو یہ بھی علم نہیں کہ ایک ماس پارٹی بھی ہے۔ میرا حق ہے۔ کہ میں یہ کہدوں کہ پہلے فیصلہ کرو کہ آریہ مت کی رو سے گوشت خوری جائز ہے کہ نہیں۔ جب یہ فیصلہ تم آپسمیں کرلوگے۔ پھر اس کا جواب دونگا۔ مگر میں صرف اتنی بات کہکر کنارہ کشی کرنا نہیں چاہتا گوشت خوری ایک ایسا مضمون ہے۔ جسپر کتابیں لکھی جاچکی ہیں۔ پھر میری ایک دو باتیں انکے مقابل پر کیا حیثیت رکھتی ہیں تاہم میں کچھ بیان کئے دیتا ہوں۔

۱۔ کوئی انسان نہیں جو گوشت خوری نہیں کرتا۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی آریہ ہو کر گوشت خوری نہ کرے یہ بالکل جھوٹ ہے۔ کیا کوئی آریہ ہوا نہیں کہاتا۔ یا پانی نہیں پیتا۔ اگر پیتا ہے اور یقیناً پیتا ہے تو کیا وہ ان چھوٹے چھوٹے کیڑوں کا گوشت نہیں کہاتا جو ہوا اور پانی میں ہیں۔ اس سے اتنا نتیجہ نکلتا ہے کہ گوشت خوری ایک ایسی چیز ہے جس سے انسان کبھی بھی بچ نہیں سکتا۔

۲۔ لڑائی کیوقت ایک بادشاہ کیلئے ہزارہا جانوں کو قربان کیا جاتا ہے۔ کوئی نہیں کہتا بادشاہ نے ظلم کیا کہ اپنی خاطر ہزارہا انسانوں کو مروا دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فطرت میں ہے۔ کہ ہمیشہ اعلےٰ کے لئے ادنیٰ چیزیں ہلاک ہوتی ہیں۔ یا بالفاظ دیگر اسپر قربان کیجاتی ہیں۔ اسطرح چونکہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اسلئے باقی تمام مخلوق اسپر قربان ہونے کیلئے بنائی گئی ہے۔ اگر اس نے انکو قربان کیا جو اسکے لئے بنائی گئی تہیں تو کونسا گناہ کیا۔ اگر یہ ظلم ہے تو بیلوں کو کام میں لگانا گھوڑوں کو استعمال کرنا ظلم نہیں۔ اگر کہو انکو خوراک دیجاتی ہے۔ اور چونکہ خوراک پر انسان کچھ خرچ کرتا ہے۔ یہ اسکے بدلہ میں کچھ کام لیتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کیا یہ خریدتے وقت ایک کثیر رقم خرچ نہیں کرتا۔ پھر اس سے کیا نفع لیتا ہے بجز اس کے کہ اسکو ذبح کرے۔

۳۔ اگر کوئی چاہتا ہے کہ گوشت خوری سے انکار کرے۔ تو اسے چاہئے کہ کوئی ایسی سبیل نکالے

جس کے مطابق وہ بدون کہانے پینے کے رہ سکے۔ آریہ اسبات کو تسلیم کرتے ہیں کہ تمام درختوں اور پہلوں وغیرہ میں روح ہوتی ہے۔ پہر میں نہیں سمجھہ سکتا کہ وہ گیہوں کو کاٹنا کیوں روا سمجھتے ہیں۔ یا چنوں اور سرسوں کے ساگ پر کیوں بیرحمی کرتے ہیں۔ پہر میں کہتا ہوں۔ کہ حیوانوںپر ظلم تو اسلئے کہتے ہو کہ انمیں روح ہے۔ کیونکہ اگر کوئی مردہ جانور سے جسکی روح نکل گئی ہو۔ کوئی بدسلوکی کرے تو تم ہرگز نہیں کہتے کہ ظلم کیا۔ غرض روح ایک چیز ہے۔ جسکی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ کہ فلان پر ظلم ہوا اگر یہی روح گیہوں۔ چنوں۔ سرسوں وغیرہ ہر ایک چیز میں موجود ہے۔ تو یاد رکہو کہ جسطرح تم جانور کو ذبح کرنا معیوب سمجھتے ہو۔ اسیطرح سب کچھ کہانا پینا مکروہ ہوگا۔ میرے خیال میں ایسے موقعہ پر صرف تین دلائل ہی کافی ہیں۔ ع کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے۔

پہر لکھتا ہے۔ غرضیکہ جملہ برے افعال کو جنہیں قبل ازیں اپنی جان سے زیادہ عزیز رکہتا تہا انکو نیست و نابود کر دینا پڑتا ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کیونکہ جو شخص زنا کو اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھتا تہا وہ کیوں آریہ ہوکر اسکو نہ چھوڑیگا۔ وہاں تو اس کے لئے نہایت عمدگی اور لطافت سے سامان مہیا ہے کیونکہ عزت میں فرق نہیں آتا بلکہ معزز ہوتا اور مقصود دلی (بالفاظ دیگر نیوگ) بہی حاصل ہوا جس مذہب نے گناہونکو نیکی قرار دیا پہر کیوں نہ لوگ اسمیں گنہ چھوڑ کر داخل ہونگے۔ اگر کوئی کہے کہ نیوگ کو زنا سے کیوں تعبیر کیا ہے تو ایسے شخص کو چاہئے کہ رسالہ نیوگ کا ملاحظہ کرے۔

پہر میرا مخالف شدھی کے لفظ پر بحث کرتا ہے "کہ شدھ کے معنے مصفے ہونیکے ہیں۔ مگر کوئی بتلا ہی دکہلائے صرف شدھی شدھی کہنا کیا فائدہ دیتا ہے میں اسمیں کوئی خصوصیت نہیں دیکہتا۔ ایک دہریہ کہ سکتا ہے۔ میں شدھی یا مصفے ہوں۔ اسکو آریہ کیا جواب دیگا برخلاف اسکے مسلم کا لفظ ہے اس پاک لفظ کے معنے ہیں فرمانبردار جو خدا تعالیٰ کا حکم آیا فرمانبرداری کی۔ یہ ایک ایسا لفظ ہے جسپر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ دہریہ گز اپنے آپکو مسلم نہیں کہ سکتا۔ کیونکہ وہ فرمانبردار نہیں۔ پہر اس لفظ کی ایک خصوصیت اور بہی بیان ہوئی ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ۔ یہ ایک ایسی تعریف ہے جسکی وجہ سے راقم مضمون اسلام سے خارج ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کے دلونکو دکہاتا ہے۔ غرض کہ مسلم ایک ایسا لفظ ہے جسکو کوئی مخالف اپنے پر لگا نہیں سکتا ممکن ہے یہ کہدے کہ میں فرمانبردار ہوں۔ لیکن اس تنگ میں جا کر پہنچیگا۔ کہ المسلم من

سلم المسلمون من لسانہ و یدہ ۔ جب انسان بالکل خدا تعالیٰ کا فرمانبردار ہو جاتا ہے ۔ تو پھر گناہ کی اسمیں کہاں طاقت رہتی ہے ۔ گناہ تو ہوتے ہی نافرمانی سے ہیں ۔ جب ایک شخص فرمانبردار ہو گیا یعنی جو حکم ہوا اس کے مطابق کیا ۔ تو پھر گناہ کرنا تو الگ وہ تو اس کے خیال سے بھی بچتا رہیگا ۔ یہ ایک ایسا لفظ ہے جسکے مصداق ہزار ہا نہیں ۔ لاکھوں نہیں ۔ کروڑوں نہیں ۔ بلکہ ایک لا محدود و تعداد تک اس کے مصداق گذر چکے ہیں اور اب بھی ہزاروں موجود ہیں ۔ اگر نمونہ چاہتے ہو تو آؤ دیکھو ۔ تمہارے بھائی یعنی قادیان کے آریہ بھی تسلیم کرتے ہیں ۔ کہ مرزا صاحب نے نشان دکھلائے ۔ اگر انکار کریں تو خدا کا عذاب قریب ہے ۔ جو جلد جھوٹے اور سچے میں فیصلہ کر دیگا ۔ ایکدفعہ کسی نے لکھا تھا ۔ کہ ان آریوں نے نشان نہیں دیکھے اور یہ بات غلط ہے کہ یہاں کے آریہ مرزا صاحب کے نشانوں کے گواہ ہیں ۔ مرزا صاحب نے ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا ۔ آریوں نے بہت زور لگایا ۔ کہ حضرت یہ کتاب شائع نہ کریں ۔ مگر یہاں تو خدا تعالیٰ کا ارادہ ہو چکا تھا ۔ کتاب کب بند ہو سکتی تھی ۔ چنانچہ وہ کتاب بھی چھپ رہی ہے انکو شائع ہونے پر پتہ لگ جائیگا کہ انکار اسطرح کیا کرتے ہیں ۔ انکے مقابل پر لفظ شدھی کا سچا پیرو اگر ڈھونڈیں تو ایک بھی نہیں ملسکتا ۔ کیونکہ کوئی چارسو سال کی عمر پاوے تو آریہ بن سکے ۔

پھر ایک جگہ راقم مضمون شدھی کی تعریف کرتا ہوا ۔ ایک باریک طور پر اسلام پر اسطرح سے حملہ کرتا ہے ۔ کہ جبر اور اکراہ سے شدھی کی تصدیق ناممکن ہے ۔ خیر یہ تو ایک دعوے ہے ۔ کیونکہ سچا شدہی اسوقت دنیا میں ایک بھی موجود نہیں کہ ہم یہ دیکھہ سکیں ۔ کہ شدھی جبر و اکراہ سے ہو سکتا ہے کہ نہیں ۔ کیونکہ جب ایک شئے موجود نہیں تب اسپر بحث فضول ہے ۔ کہ یہ کسطرح ہو سکتی ہے ۔ اور کسطرح نہیں ہو سکتی ۔ جبر و اکراہ کہنے سے میرے مخالف کا مطلب صرف جہاد پر اعتراض کرنا ہے اس کے سوا اور کوئی مقصد نہیں ۔ آریہ کی کتابیں ایسی تعلیم سے ہرگز پاک نہیں جہاں دشمنوں سے بیجا سختیوں کا ذکر ہو ۔ ہیں تو اسکو جہاد بھی نہیں کہہ سکتا ۔ کیونکہ جہاد کا پاک لفظ کوشش کے معنے رکھتا ہے یہ کوشش ہر ایک انسان کا فرض ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ کا راستہ تلاش کرنے کے لیے کئے ۔ باقی رہا کہ جہاد ظلم سے کیے گئے ۔ سو یاد رکھنا چاہیے کہ جب مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم ہوئے تو انکو ہتھیار اٹھانیکی اجازت ہوئی ۔ کما قال اللہ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا ۔ یعنی لڑائی کی اجازت دیگئی کیونکہ انپر ظلم کئے گئے اگر اعتبار نہیں تو موجودہ اسلام کی ابتدائی حالت کی تاریخ

دیکھو کس طرح مسلمانوں پر ظلم ہوئے۔ غرض شدہی ایک ایسا لفظ ہے جس کے متعلق ہم یہ بحث نہیں کر سکتے کہ وہ جبر و اکراہ سے ہو سکتا ہے یا نہیں۔ یہ تجربہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ مسلم جبر و اکراہ سے کسی صورت سے نہیں ہو سکتا۔ پھر لکھتا ہے "جہانتک راقم نے اپنے علم و تجربہ سے غور کیا ہے۔ اسے سوائے آریہ دہرم کے دنیا میں کوئی حقیقی مذہب نظر نہیں آتا کہ جسکی وہ پیروی کرے" جہانتک مینے ان کے مضمون سے اندازہ لگایا ہے۔ میں کہ سکتا ہوں کہ مذہبی مماثلت میں آپ کے تجربہ اور علم کو کچھ بھی دخل نہیں۔ تجربہ تو یہ تھا کہ پہلے سچا مسلمان ہوتا۔ پھر اس کے بعد آریہ بنتا۔ تب معلوم ہوتا کہ اسکو تجربہ ہوا۔ جب ایک شخص پورے طور پر مسلمان بنا ہی نہیں تو تجربہ کیا معنے۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ اسلام کا سچا پیرو کبھی کسی دوسرے مذہب کو اسلام پر ہرگز ہرگز ایک منٹ کے لئے بھی ترجیح نہیں دیے سکتا۔ باقی رہا علم سو یہ تو بالکل صاف ہے کہ وید کو سوائے چند شخصوں کے نہ کسی نے پڑہا۔ اور نہ امید ہے کہ پڑہے۔ بلکہ شائد ۵ فیصدی آریہ بھی یہ دعوے نہیں کر سکتے۔ کہ ہم نے تمام وید پڑہا ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ہمیں بھی تو کوئی وید پڑہا ہوا ملتا ہم نے بھی تو ہزارہا آریوں کو دیکھا ہے۔ پھر ایک ایسا شخص وید کسطرح پڑھ سکتا ہے۔ جو آریہ بھی نہ ہو۔ دیگر انکے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وید نہیں پڑہا۔ کیونکہ بار بار کہتے ہیں وید توحید کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ تاریخ شاہد ہے کہ وید بت پرستی سکہلاتا ہے۔ چنانچہ رُدّر۔ شو۔ وشنو وغیرہ کو بھی آریہ مانتے ہیں جسکے معنے کرتے ہیں کہ یہ خدا کا نام ہے اسیطرح اگنی۔ جل۔ بہومی۔ دیو۔ اکاش۔ وایو کو بھی خدا کے نام کہدیتے ہیں۔ کاشکہ وید سے کوئی ایسا منتر نکالکر دکہائے کہ خدا ایک ہے۔ یا یہ کہ ایک ہی خدا کی پرستش کرو۔ آریہ کہ سکتے ہیں کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ یہ سب علیحدہ خدا ہیں بلکہ ایک ہی خدا کے نام ہیں۔ مگر کم سے کم روحوں اور ذرات عالم کو ازلی اور ابدی مانکر تو خدا کے کئی حریف بنا دیئے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ پرمیشور کی پوجا کیوں کریں اور روح اور مادہ کی کیوں نہ کریں۔ یہ ایک علیحدہ مضمون ہو جاتا ہے۔ اسلئے میں اسکو ترک کر کے اپنے اصل مطلب کیطرف رجوع کرتا ہوں۔ باقی رہا یہ کہ اسے قرآن کریم کا بھی علم ہو۔ یہ بھی نہیں۔ کیونکہ اس کا بیان صاف ثابت کرتا ہے جیسا کہ میں پیچھے ذکر کر آیا ہوں۔ پھر نہ معلوم علم اور تجربہ کے کیا معنے ہیں۔

آخر میں راقم مضمون لکھتا ہے۔ کہ ناظرین اس سمع خراشی کو معاف فرمائیں۔ کیا خوب۔ ہم سے آپ ایسا کام کروانا چاہتے ہیں جو آپ کا خدا ہی نہیں کر سکتا۔ جب آپ کا خدا بغیر سزا دیئے نہیں چھوڑ سکتا تو ہم کسطرح چھوڑ سکتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ معافی مانگنا اور معافی دینا ایک فطرتی بات ہے جس کے مطابق راقم مضمون نے معافی طلب کی ہے۔ وید کتنا ہی کہے کہ معافی نہیں ہو سکتی۔ مگر کوئی فطرت کو کیا کرے۔ برتن سے وہی آواز آتی ہے۔ جو کچھ اسمیں ہو۔ معافی فطرت میں ہے اسلئے فطرت تو ضرور معافی طلب کریگی۔ خواہ ویدک مذہب کتنا ہی منع کرے۔ یہ ایک ثبوت ہے کہ ویدک مت فطرت کے مطابق نہیں ہے۔

واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین۔

عبد الرحیم از قادیان

چشمۂ فیض

ناظرین! یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جو حالت قبل از اسلام دوسرے مذاہب کی تھی وہی حالت بلکہ اس سے بھی ابتر حالت اسلام کی ہو رہی ہے۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ اسلام سے خدائے واحد کی فرمانبرداری مراد ہے۔ لیکن اسوقت دیکھا جائے تو اسکے پیروؤں میں سو طرح کی بدعتیں اور ہزاروں قسم کے شرک پیدا ہو گئے ہیں۔ یا صاف الفاظ میں ہر گھر میں ایک جدا جدا بت ہے۔

اور بعینہٖ یہی حالت اسلام کے ظہور سے پہلے کی تھی لیکن جب غیرت حق نے جوش کھایا تو اس نے انہی لوگوں میں سے ایک شخص پیدا کیا۔ اور انکی ہدایت کے واسطے مقرر کر دیا۔ جن لوگوں کو کسی رسول کے آنیکی امید یا خیال تھا بھی تو وہ سو سو طرح کے خیالی وسوسوں میں پڑے ہوئے تھے۔ معلوم نہیں انکو آسمان سے کیا کچھ اترنے کی امید تھی۔ لیکن اب جو انہوں نے دیکھا۔ تو کیا تھا۔ انہی کی قوم میں کا ایک بیکس بچہ جو جلدی ہی اپنے ماں باپ کے سایہ عاطفت سے جدا ہو گیا۔ اور پھر اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد ہی اس کے باقی رفیق بھی اس جہان سے کوچ کر گئے تھے۔ وہ انہی کی طرح کھاتا پیتا تھا۔ اور کل دیگر بشری ضروریات اس کے ساتھ لگی ہوئی تھیں + تو رسول اللہ صلعم کے دعوی کرنے پر وہ سخت حیران ہوئے۔ کہ ہیں یہ کیا کہتا ہے۔ کہیں یہ مجنوں تو نہیں ہو گیا۔ اور بہت سی بدزبانیاں کرنے لگے

سے مجھے سخت تعجب آتا ہے کہ وہ انہیں کیا دیکھتے تھے جو ایسے الفاظ زبان سے نکالتے تھے (جو بعینہ اسوقت حضرت اقدس کے واسطے مستعمل ہوتے ہیں اسپر مسلمان غور تو کریں) اور وہ ان وساوس کیوجہ سے اسلام اور اس کے بانی کے غارت کرنے پہ آمادہ ہو گئے۔ اسوقت اسلام کیحالت نہایت نازک تھی۔ اگر اسکو کوئی زبردست ہاتھ تھامنے والا نہ ہوتا۔ تو معلوم نہیں ہم کیا ہوتے عیسائی یا بت پرست۔ لیکن اسوقت کون کہ سکتا تھا۔ کہ یہ کمزور شخص ایک دن ایسا غالب آنیوالا ہے۔ کہ کہی کروڑ زبانیں ابدالاباد تک اس کے نام کا وظیفہ کیا کریگی اور یہ کس بیکسی کیحالتیں کبھی نہ چھوڑا جاویگا۔ وہ کسقدر خوش قسمت تھے۔ جنہوں نے اسیوقت اسکو صرف ایک راستباز سمجھکر مان لیا کہ یہ کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ اور خدا تعالیٰ کے نزدیک کسقدر انکا درجہ ہوگا۔ جنہوں نے اسلام میں داخل ہو کر سخت سخت مصیبتیں جھلیں اور تکلیفوں پر تکلیفیں اٹہائیں لیکن اس کے بعد کیا ہوا۔ اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی۔ سبحان اللہ وہ منکر کہاں گئے۔ اور وہ کہاں گئے جو اسکو تباہ کر دینا چاہتے تھے۔ وہ خود تباہ ہو گئے۔ برباد ہو گئے۔ ان کا نام و نشان تک ان کے کامیاب مشفق کے سامنے مٹ گیا۔ عرب اسلام کے پہلے کیا تھے۔ ایک وحشی جتھہ تھے۔ جو ہمیشہ آپسمیں ایک دوسرے سے لڑنے جھگڑنے وحشیانہ رسموں میں سبقت لے جانے پر تلے رہتے تھے گند اور شرک انمیں حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا۔ لیکن اس شخص کو مان لینے کے بعد وہ ایک نہایت مہذب صلح پسند خدا اور اس کے رسول کے کلموں کے کامل پابند۔ وحدت و یگانگت کے رنگ میں پورے طور پہ رنگی ہوئی قوم ہو گئے۔ وہ جہالت کے پردہ کو پھاڑ کر دنیا کی سٹیج پہ نکل آئے۔ اور جنہوں نے ان کا مقابلہ کرنا چاہا۔ اور خیال کیا کہ ہمارے سامنے ان لوگوں کی کیا حقیقت ہے انکو بھی یا تو اسلام کے زبردست براہان و دلائل کے آگے یا مسلمانوں کی خونخوار تلوار کے آگے سر جھکانا پڑا یہانتک کہ قیصر و کسرے کی سلطنتیں فتح ہو گئیں۔ انہوں نے مصر کو بہت جلد لے لیا۔ اور اسلامی پرچم کا تیج سے کھنڈر و نپر لہراتا ہوا دکھائی دینے لگا۔ ادہر تو یورپ ان کے پاؤں کے نیچے تھا۔ ادہر انہوں نے ہندوستان کو چھوڑ چین کو روند ڈالا۔ اور جنات عدن جسکا کہ ان سے وعدہ تھا ان کے قبضہ میں آگئے اور ساتھ ہی وہ اپنے ساتھ علوم فنون۔ اور تہذیب و شائستگی کی برکت اور رحمت بھی لیگئے

جو ملک انہوں نے فتح کیا۔ اسکا انتظام بہی ساتہہ ہی اچہی طرح سے کر دیا۔ اور وہ ہر جگہ اپنے مفتوح بہائیوں کے واسطے رحمت ثابت ہوئے۔

لیکن اسوقت وہ خود اعلےٰ درجہ کے راستباز۔ اعلےٰ درجہ کے متقی۔ دین کی پوری طرح سے پیروی کرنیوالے خدا وحدہٗ لاشریک کو ماننے والے۔ اور اسلام کا سچا نمونہ تہے۔ بغض اور نفاق کا نام بہی نہ جانتے تہے۔ انہوں نے اسلام میں داخل ہوکر اسلام کو بدنام نہیں کیا بلکہ اونکا نمونہ دیکہکر فوج در فوج لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔ یہی سبب تہا۔ کہ جبتک ان کا یہ حال رہا۔ خداتعالیٰ کے وعدوں کے مطابق۔ ان کے ہر کام میں برکت ہوتی تہی۔ جدہر لگام پہیرتے تہے فتح رکاب کو آکر چوم لیتی تہی۔ اسلام نصف النہار پر تہا۔ لیکن جب ایک زمانہ گذر جانیکے بعد انکی اولاد نے مذہب کی پابندی چہوڑ دی۔ اور اسلام کے حکموں سے انحراف کیا تو خداتعالےٰ نے بہی انکو چہوڑ دیا اور اس اونچے قصر سے جسپر کہ انکے اباؤ اجداد انکو جگہ دیگئے تہے نیچے گرنے لگ گئے۔ انکی فتوحات محدود اور مسدود ہوگئیں۔ انکا رعب اٹہنا شروع ہوگیا۔ اور جو کام وہ شروع کرتے اسمیں رکاوٹیں پیدا ہوتیں۔ خود انہیں نفاق نے جڑھ پکڑ لی۔ اور شرک اور بدعتیں پیدا ہوگئیں۔ لیکن چونکہ خداتعالیٰ نے بالکل نہ چہوڑا تہا۔ اور وہ اپنے حبیب سے وعدہ کرچکا تہا ہر صدی پر ایک مجدد بہیجتا رہا۔ جس نے انکی شان کو قائم رکہا۔ اور ہر وقت گرتی ناؤ کو سمبہال لیا اس اپنے پیارے کیخاطر ہر وقت دستگیری کی اور ہر صدی پر ہاتھ دے دیکر رکھ لیا۔

لیکن اب اس چودہویں صدی کا عجیب ہی حال ہے۔ جوں جوں سائنس نے ترقی کی ساتھ کے ساتھ فسق و فجور اور گناہ بڑہتا گیا اور بجائے اسکے کہ نادرات و عجائبات قدرت سے قادر کا پتہ لگاتے اسکا انکار ہی شروع کر دیا اور بعض تو کہلم کہلا خدا کا انکار کر بیٹہے اور بعض نے اپنے اعمال سے ایسا ظاہر کیا۔ اسلام تہ ہوگیا۔ اسلام کی سلطنت تقریباً مٹ گئی۔ اسلام کا رعب جاتا رہا۔ مسلمانوں کے ہزاروں معبود بن گئے۔ کئی فرقے ہوگئے۔ ہر طرح کی برائیاں داخل ہوگئیں۔ اور سب سے زیادہ برا حال اسلام کے علماؤں کا ہوا جنکو حلال و حرام میں کچھ فرق نہیں رہا۔ انکی حالت نہایت ہی خطرناک اور قابل شرم ہوگئی۔ دوسرے مذاہب والے تو الگ رہے خود پیروانِ اسلام انسے بدظن ہوگئے بلکہ خود اپنے مذہب سے بہی۔ اسلام کو چاروں طرف سے ملکی اور مذہبی دشمنوں نے گہیر لیا۔ چہوٹے چہوٹے مذہبوں نے سر اٹہایا جنکی کوئی حقیقت ہی نہ تہی۔ ہزاروں طرح کی آفتیں پہاڑ کیطرح آپیر

ٹوٹ پڑیں۔ مسلمان خود اپنے ہاتھوں سے تباہی کے کنارے پہنچ گئے اور اپنے مذہب سے ایسے بے خبر ہو گئے کہ کسی صدی میں بھی ایسی نظیر نہیں ملتی۔ اسلام کچلا گیا۔ اسکی ناؤ ایسے بھنور میں آکر پھنسی ہے۔ کہ کوئی صورت نکلنے کی نہیں ہے کوئی ناخدا بھی تو نہیں۔ جو کوئی تدبیر کرے۔ صدی گذری جا رہی ہے کیا کوئی مجدد بھی نہ آیا۔ اور نہ کوئی اور خدا نے بندوبست کیا۔ سونیوالو کب تک غفلت کا لحاف تمہاری آنکھوں پر پڑا رہیگا۔ کب اٹھو گے اور کب ہوش میں آؤ گے۔ غور کرو۔ کیا یہ وہی زمانہ نہیں آگیا۔ جو اسلام کے پہلے کا تھا۔ کیا یہ مدد کا وقت نہیں ہے۔ نہیں ضرور ہے۔ تمام دنیا ضرورت کو محسوس کر رہی ہے تم کیا۔ غیر مذہب والے بھی تو رو رہے ہیں۔ کہ یہی وقت ہے۔ کیا خدا تعالیٰ نے وعدہ فراموش کر دیا۔ یا تم اسلام کے خدا کو آریہ اور عیسائیوں کے خدا کی طرح مردہ خدا خیال کرتے ہو۔ ہاں بیشک وہ تم کو تمہاری کرتوتوں کی وجہ سے چھوڑ دیتا۔ اگر اسکو اپنے پیارے کا خیال نہ ہوتا تم عبث یہود یوں کی طرح وہمی خیالو نمیں پڑے ہوئے ہو۔ بچوں کی سی باتیں مت کرو۔ وہ وقت گیا۔ اب روشنی کا زمانہ ہے تمہارا مسیح کسی کے کندھے پر ہاتھ دھرے ہوئے آسمان سے نہ اتریگا وہ اسلام کو تلوار سے پھیلا کر اسلام کو بدنام نہ کریگا۔ اسلام کو کیا ہتھیار آسمان سے لاکر دیگا۔ یا یہاں ہی کوئی کارخانہ قائم کرے گے عقل اور ہوش کی باتیں کرو۔ اسلام کے لیئے اس سے بڑھکر کڑی اور نازک اور مدد کا وقت نہیں ہے تمہارے دشمنوں نے تو تمہارے اس ہستی سے نیست و نابود ہو جانیکا اندازہ بھی کر لیا ہے کہ فلان وقت تک تمہارا کوئی نام لیوا بھی نہ رہیگا۔ تم ہزار کوشش کرو۔ تمہارے ہزار ریفارمر ہوں۔ تم ہرگز ہرگز سنبھل نہیں سکو گے۔ جبتک کہ تم کو خدا کا ہاتھ سنبھالے۔ وہی تمہارے دلونکو جو بالکل زنگ آلودہ ہو گئے ہیں۔ صیقل کر سکیگا۔ اور وہی اسلام کی پہلی شان کو قائم کریگا۔ یہی ضرورت کا وقت ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ سچ بولتا ہے۔ اس نے اپنے برگزیدہ کو مقرر کر بھی دیا۔ اور پھر فرمایا "کہ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا"۔

وہ ضرور پہلی طرح غالب آویگا۔ اس کے دشمنوںکا وہی انجام ہوگا جو اسلام کے پہلے دشمنونکا ہوا۔ پس وہ کیسے ہی فرخندہ بخت ہونگے۔ جو اسکو صدیق کی طرح قبول کرینگے۔ اور وہ کیسے ہی بدبخت ہونگے۔ جو اسکو نہ مانیں گے سوائے کہ داری عقل و خرد و گوش و ہوش۔

پانی کو سراب میں بیفائدہ ڈھونڈتے ہو۔ اگر تم کو اسلام کی محبت اور خواہش ہے۔ تو دوڑو۔ اپنے آپ کو پیاسا مت رکھو فیض کا چشمہ جاری ہے۔ آؤ اور سیراب ہو۔ اس کے گرد کے سایہ دار درختوں کے نیچے بسیرا بناؤ۔ کہ تمام آفتوں سے محفوظ اور مامون جگہ ہے۔ یہاں آکر تشنگی بہی جاتی رہیگی۔ سب تکلیفیں دور ہوجاوینگی۔ اور یہ وہی چشمہ ہے جس کا پانی ساری دنیا نے پیناہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ احقر مرزا محمد احسن از کامٹہ

ریویو

لغات القرآن۔ لغات القرآن کے پہلے حصہ پر ہم ریویو کر چکے ہیں اور اپنے ناظرین سے بڑے زور سے سفارش کرچکے ہیں کہ وہ مصنف کی محنت کی داد دیں اور خود بہی اس قیمتی کتاب سے فائدہ اوٹہائیں۔ اب اس کا دوسرا حصہ بہی تیار ہوگیا ہے اور جہانتک ہمارا علم ہے ہم دعوی سے کہ سکتے ہیں کہ ایک انسان جو قرآن شریف پڑھ سکتا ہو خدا کے فضل سے اس کتاب سے بہت کچھ فائدہ اوٹہا سکتا ہے اور کون ہے جو کہ قرآن شریف کو بامعنے پڑھنے کی آرزو نہ رکھتا ہو۔ اس کتاب میں ایک اور بہی وصف ہے کہ قرآن شریف کے الفاظ کے ساتھ آیات قرآنی سند کے طور پر بہی لکہی جاتی ہیں جس سے ترجمہ میں بہت کچھ فائدہ ہوسکتا ہے۔ یہ کتاب دو کالموں میں ہے ایکطرف عربی اور ایکطرف اردو دونو حصوں کی قیمت ڈہائی روپیہ ہے اور عرب عبد المحیی صاحب سے جو اس کتاب کے مصنف ہیں درخواست کرنے پر ملسکتی ہے۔ درخواستیں انہیں کے نام اور قادیاں ضلع گورداسپور ہونی چاہئیں۔ والسلام۔

الاستخلاف۔ یہ کتاب محمد ظہور الدین صاحب اکمل آف گولیکی صاحب کی تصنیف ہے اور اسمیں انہوں نے کوشش کے ساتھ شیعہ سنی کے پرانے مسئلہ خلافت پر طبع آزمائی کی ہے اور قرآن شریف کی آیات بینات سے ثابت کیا ہے کہ شیعہ فرقہ غلطی پر ہے اس کتاب کی درخواست بہی مذکورہ بالا پتہ پر ہونی چاہئے۔ مگر خیال رہے کہ یہ کتابیں خدا کے فضل سے بہت جلد بک رہی ہیں خاصکر لغات القرآن کی درخواستیں اس کثرت سے آتی ہیں کہ قریب ہے کہ دوسرا اڈیشن نکلوانا پڑے اسلئے شائقین جلد درخواستیں بہیجیں۔ والسلام۔ منیجر رسالہ تشحیذ الاذہان۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدی احباب

توجہ کریں

ناظرین ہم خدا کا ہزار ہزار شکر ادا کرتے ہیں جس نے ہماری کوششوں کو ایک حد تک پہنچایا اور اپنے بیشمار فضلوں اور کرموں سے ان تمام رکاوٹوں کو جو درمیان سال میں آئیں دور کیا اور اسوقت ہم دیکھتے ہیں کہ رسالہ تشحیذ الاذہان اپنا ایک سال ختم کر کے دوسرے سال میں قدم رکھنے لگا ہے ہم اپنے ان اصحاب کا جنہوں نے خاص طور سے اس رسالہ کی مدد فرمائی بہت شکریہ ادا کرتے ہیں اور جبکہ رسالہ ماہوار کیا گیا ہے اور نئی نئی مشکلات آنے کا خطرہ ہے گو خدا ہم کو بچا لے اور محفوظ رکھے مگر دنیا میں یہی قاعدہ مروج ہے کہ رسالہ کا شروع کرنا یا اس کا وقت تبدیل کرنا بغیر زیرباری کے نہیں ہوتا۔ اس لئے ہم پہلے تو اُس خدا سے دعا کرتے ہیں جو علیم و خبیر ہے اور ہمارے دلوں کو جانتا ہے کہ ہم نے اس رسالہ کو محض اس کے فضل سے اسکی محبت کے لئے جاری کیا ہے کہ وہ ہماری آئندہ کوششوں میں پہلے سے زیادہ برکت دے اور پھر ہم ساتھ ہی ان اصحاب سے جو اس رسالہ سے خاص طور سے دلچسپی رکھتے ہیں استدعا کرتے ہیں کہ محض للہ ہم نے یہ کام شروع کیا ہے۔ اسلئے وہ اسمیں ہماری مدد کریں اور کم سے کم ہر ایک خریدار رسالہ پانچ خریدار اور مہیا کر دے اور یہ کچھ بعید بھی نہیں کیونکہ جب انسان خدا کی رضا کے لئے کوئی کام شروع کرتا ہے تو خود خدا تعالیٰ اس کام میں مدد دیتا ہے اور وہ اُس انسان کا کام نہیں رہتا۔ بلکہ خدا کا کام ہو جاتا ہے۔ پس اگر ہمارے رسالے کے خریدار

اس کو ایک دینی کام سمجھکر مدد کریں گے تو خدا تعالیٰ اسمیں برکت دیوے گا
اور چونکہ آگے کی نسبت کام چارگونہ زیادہ بڑھ گیا ہے اور کلرک بھی رکھنا
پڑگیا ہے (اس سے آگے یہ کام منیجر صاحب نباہتے تھے) اس لئے اخراجات
اور بھی بڑھ گئے ہیں۔ اس لئے ہم رسالہ کے ناظرین سے التجا کرتے ہیں کہ وہ
اعانت کے رنگ میں بھی رسالہ کی مدد کریں تاکہ ایسا نہ ہو کہ خدانخواستہ یہ رسالہ
بیچ ہی میں رہجائے۔ اگرچہ ہم خدا سے امید کرتے ہیں کہ وہ ضرور ہماری مدد کریگا
جیسا کہ وہ اسوقت تک کرتا رہا ہے۔ مگر پھر بھی ظاہری اسباب کا مہیا کرنا
نہائت ضروری ہے۔ اور اس کے لئے ہمارے متمول ناظرین کی مدد کی اشد
ضرورت ہے۔ پس ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے ناظرین اس تحریک کو
پڑھکر ضرور کسی نہ کسی قسم کی ہماری مدد کریں گے اور زیادہ تر دو طرح سے ہوسکتا
ہے ایک تو اعانت کے طور پر اور دوسرے خریدار بہم پہونچا کر۔ اس کے
ساتھ ہی ناظرین کو یہ بھی مژدہ سناتے ہیں کہ ہم نے آئندہ سے الہامات کا
درج کرنا بھی شروع کر دیا ہے بلکہ ارادہ ہے کہ آئندہ حضرت صاحب کے پچھلے
الہامات بھی جنمیں سے اکثر شائع شدہ ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو ابتک شائع
نہیں ہوئے شائع کئے جائیں اور وہ بھی دو دو صفحہ کرکے اسطرح شائع
ہوں کہ ایک کتاب بن جائے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

مینیجر

رسالہ تشحیذ الاذہان

مطبع انوار احمدیہ میں شیخ یعقوب علی صاحب کے اہتمام سے طبع ہوا۔